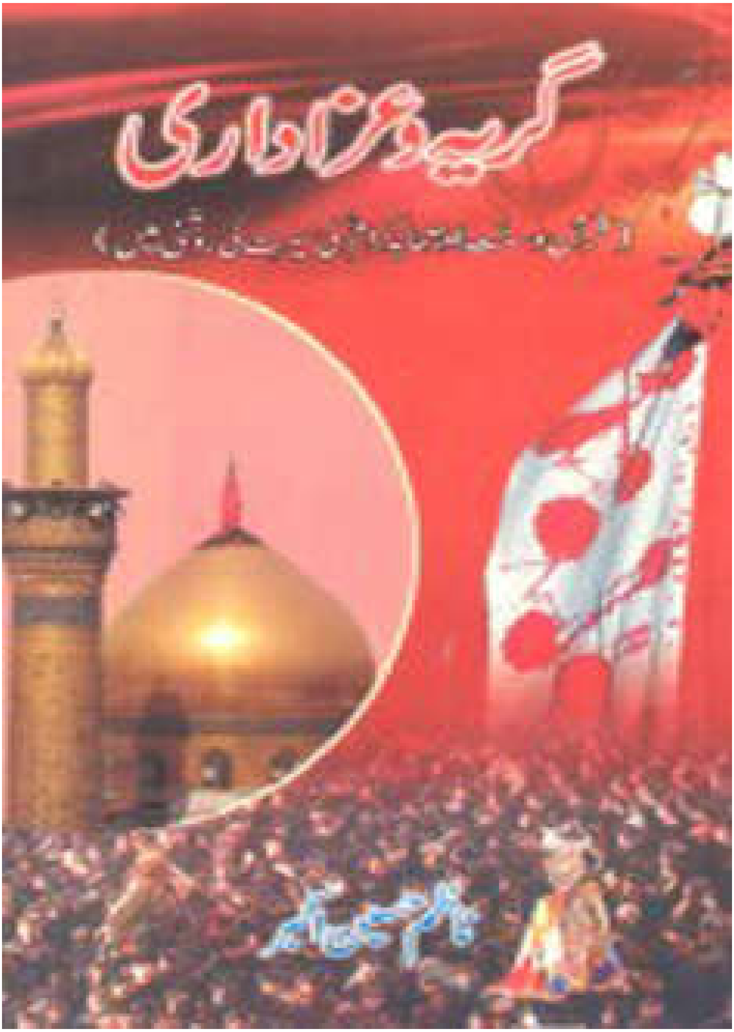

گریہ وعزاداری

گریہ اور عزاداری

مصنف: ناظم حسین اکبر

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم..

انتساب

عزاداری نواسہ رسول ،سیّد الشہد اء ،مظلوم کربلا ، امام حسین علیہ السّلام کی ترویج کی خاطر اپنے خون کا نذرانہ پیش کرنے والے اور دیگر تمام ماتمی عزاداروں کے نام جنہوں نے اپنی ساری زندگی عزاداری کے دفاع اور عزاداروں کی خدمت پر صرف کردی.

سخن مؤلف

الحمد للہ ربّ العالمین والشّکر للہ ربّ الشّھداء والصّدیقین الّذی جعل فی ذریّۃ الحسین علیہ السّلام الآئمّۃ النجباء وفی تربتہ الشفاء وتحت قبتہ استجابۃ الدّعا وصلیّ اللہ علی محمّد وآلہ الطاھرین۔

نواسہ رسول ،جگر گوشہ علی و بتول ،نوجوانان جنّت کے سردار امام حسین علیہ السّلام کے غم میں مجالس عزا کا قیام دین مبین اسلام کی بقاء کی خاطر اس انقلاب کا تسلسل ہے جسے امام حسین علیہ السّلام نے کربلا کے میدان میں باطل کے خلاف برپا کیا۔

امام حسین علیہ السّلام کے قیام کا مقصد دین خدا کو تحریف اور باطل افکار سے بچانا تھا جس کی واضح مثال تاریخ اسلام میں خلفاء کا عمل ہے کہ واقعہ کربلا سے پہلے ہر خلیفہ کا عمل شریعت نظر

آتا ہے لیکن کربلا کے انقلاب نے وہ اثر چھوڑا کہ اس کے بعد شریعت اور خلفاء کے عمل کو جدا کردیا اس کے بعد کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ کسی خلیفہ وقت کے عمل کو شریعت میں داخل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد امام حسین علیہ السّلام دین کی پہچان بن گئے جیسا خواجہ اجمیری لکھتے ہیں:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین***** دین است حسین دیں پناہ است حسین
سر داد نداد دست در دست یزید******** حقّا کہ بنائے لا الہ است حسین

خواجہ اجمیری نے امام حسین علیہ السّلام کو بانی اسلام کہہ کر پیغمبر کے اس فرمان کی تائید کردی کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں گویا اس نے حسین کو رسول پاک کی نگاہ سے دیکھا ہے رسول خداوند کی مستقبل بیں نگاہوں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ ایک ایسا دور آئے گا کہ کلمہ گوؤں کی تلوار سے اسلام قتل کردیا جائے گا لہذا پیغمبر اسلام نے یہ چاہا کہ جب اسلام کا خون بہا دیا جائے تو خون حسین اس کی رگوں میں دوڑا دیا جائے اسی لئے اُمّت اسلامیہ کو آگاہ کردیا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ پیغمبر نے تعارف کروا کر بتا دیا کہ اے مسلمانو! اس کا خون نہ بہانا اس لئے کہ اس کی رگوں میں میرا خون ہے یہ آواز پیغمبر آج بھی گونج رہی ہے لیکن خود پرستوں نے اپنے نبی کی بات بھی سنی ان سنی کردی اور اپنے نبی ﷺ کے فرزند اور ان کے یار و انصار کو تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کردیا، ان کی لاشوں کو پامال کیا

اور رسول زادیوں کو قیدی بنا کر درباروں اور بازاروں میں پھرایا گیا، یہی وہ غم تھا جس پر تمام انبیاء علیہم السّلام نے گریہ وعزاداری کی اور پھر آئمہ معصومین علیہم السّلام نے خود مجالس عزابرپا کر کے ان کی اہمیت کو اجاگر کیا اس لئے کہ مظلوم کربلا، امام حسین علیہ السّلام کی عزاداری کو زندہ رکھنا درحقیقت اسلام کو زندہ رکھنا ہے۔

عزیز و اقارب کی موت پر گریہ کرنے کے جواز پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق پایا جاتا ہے(الفقہ علی المذاہب الأربعہ ۱:۵۰۲.)اور امام حسین علیہ السّلام پر گریہ وعزاداری اور ان کے غم میں ماتم، عام غم و ماتم سے مکمل طور پر فرق رکھتا ہے اس لئے کہ یہ فرزند مصطفٰیؐ کا ماتم ہے، نواسہ خاتم الانبیاء کا ماتم ہے، جگر گوشہ زہراء و مرتضٰی کا ماتم ہے، اس غریب کا ماتم ہے جس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا، اس مظلوم کا ماتم ہے جس کا کٹا ہوا سر اس کی بیٹیوں اور بہنوں کی آنکھوں کے سامنے شہر بہ شہر پھرایا گیا، اس مظلوم کا ماتم ہے جس کے بدن پر لباس بھی باقی نہ رہنے دیا گیا، اس بے کس کا ماتم ہے جس کے چھ ماہ کے شیر خوار پر بھی ترس نہ کھایا گیا، اس شہید کا ماتم ہے جس کی بہنوں اور بیٹیوں کو ننگے سر درباروں اور بازاروں میں پھرایا جاتا رہا، اس امام معصوم کا ماتم ہے جس کا بدن تین دن تک بے گور و کفن کربلا کی جلتی ہوئی زمین پر پڑا رہا، اس بے نوا کا ماتم ہے جس کی مظلومیت پر خود دشمن نے بھی گریہ کیا، اس مظلوم کا ماتم ہے جس کی بے کسی پر انبیاء و ملائکہ اور جنّ و انس نے ماتم کیا، اس بے وطن کا ماتم ہے جس پر آسمان نے خون برسای

لہٰذا پیغمبر کا کلمہ پڑھنے والے ہر عاشق رسولؐ پر واجب ہے کہ وہ نواسہ رسولؐ کی

مظلومیت کا غم منائے اور دوسروں کو بھی اس میں شرکت کرنے کی دعوت دے تا کہ اپنے نبی سے محبت کا اظہار کر سکے۔ کتاب حاضر میں ہم قرآن وسنّت اور سیرت صحابہ کرام سے امام حسین علیہ السّلام پر گریہ وعزاداری کے جواز کو اثبات کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی فضیلت اور اجر وثواب کے متعلق چند احادیث نقل کریں گے تا کہ ہماری بخشش کا سبب بن سکے۔

والسّلام علی من اتّبع الھدٰی

اللّھمّ اجعلنا من الباکین علی الحسین الشھید المظلوم علیہ السّلام

ناظم حسین اکبر (ریسرچ اسکالر)

ابوطالب اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور پاکستان

گریہ اور عزاداری

۱۔ حکم قرآن

قرآن مجید نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیں چاہے وہ جس جگہ، جس زمانہ اور جس مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ ظلم کی سرکوبی اور ظالم کے خلاف قیام اسلام کا اوّلین فریضہ ہے اس لئے کہ ظلم کیخلاف آواز بلند نہ کرنا ظالم کی حوصلہ افزائی ہے اور اس سے دنیا میں ظلم کو فروغ حاصل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ دین مبین اسلام میں کسی کی برائی بیان کرنا اور اس کی غیبت کرنا بدترین جرم ہے جسے قرآن مجید کی زبان میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے لیکن اس مسئلہ میں بہت سے مواقع کو مستثنٰی قرار دیا گیا، جن میں سے ایک مظلوم کی ظالم کیخلاف فریاد بلند کرنا ہے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم وستم کی وجہ سے ظالم کیخلاف صدائے احتجاج بلند کرسکتا ہے چاہے وہ ظلم انفرادی ہو یا اجتماعی۔

قرآن مجید نے اسی بات کو سورہ مبارکہ نساء میں یوں بیان فرمایا:

((لا یحبّ اللہ الجھر بالسّوء من القول الاّ من ظلم ...))[1]

ترجمہ: اللہ مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان برا کہنے کو پسند نہیں کرتا...۔

اس آیت مجیدہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مظلوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ظالم پر علی الاعلان تنقید بھی کرسکتا ہے اور اسکے خلاف احتجاج بھی۔ اور اسی احتجاج کا ایک مصداق ماتم امام حسین علیہ السّلام ہے جس میں عاشقان رسول گرامی اسلام اپنے نبی ﷺ کے نواسے پر ہونے والے

ظلم وستم کے خلاف احتجاج اور ظالم یزیدیوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں تا کہ یوں روز قیامت اپنے نبی ﷺ کی شفاعت حاصل کرسکیں۔اس لئے کہ ماتم اورعزاداری درحقیقت محمد وآل محمد علیہم السلام سے اظہار محبّت کا مصداق ہے۔جس کا حکم خود خداوند متعال نے دیا اور فرمایا:

((قل لا أسئلکم علیه أجرا الاّ المودّة فی القربٰی ومن یقترن حسنة نزد له حسنة فیها حسنا انّ الله غفور شکور))[2]

ترجمہ:تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی حاصل کرے گا تو ہم اس کی نیکی میں اضافہ کردیں گے کہ بے شک اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور قدرداں ہے۔

علاّمہ ذیشان حیدر جوادی اعلی اللہ مقامہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: اس نیکی سے جو بھی مراد ہو اس کا محبت اہلبیت کے مطالبہ کے بعد ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محبت اہلبیت کے بعد جو نیکی بھی کی جاتی ہے خدائے کریم اس میں اضافہ کردیتا ہے اور محبت کے بغیر جو نیکی انجام دی جاتی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اسی محبّت اہلبیت کا اظہار کرنے کی خاطر شیعہ وسنی مسلمان سڑکوں اور گلیوں میں نکل کر آل محمد علیہم السّلام سے حمایت اور یزید اور اس کے پیروکاروں سے برائت کا اعلان کرتے ہیں اور ایسے جلسے وجلوس نہ تو قرآن کے مخالف ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا اور نہ ہی عقل وعرف عام کے ۔جس کی دلیل ہر دور میں حکومتوں اور ظالموں کیخلاف ہونے والے جلسے جلوس اور بھوک

ہڑتالیں ہیں اور کبھی کبھار سیاہ پٹیاں بھی باندھ لی جاتی ہیں۔لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ وہی لوگ جو اپنے کو مظلوم اور حکمرانوں کو ظالم ثابت کرنے کے لئے احتجاج بھی کرتے ہیں سیاہ پٹیاں بھی باندھتے ہیں اور بھوک ہڑتال کر کے اپنے بدن کو اذیت بھی پہنچاتے ہیں اس وقت نہ تو بدن کو اذیت پہنچانا ان کے نزدیک بدعت اور حرام قرار پاتا ہے اور نہ سیاہ پٹیاں باندھنا گناہ نظر آتا ہے مگر جیسے ہی نواسہ رسول، جوانان جنّت کے سردار امام حسین علیہ السّلام کی مظلومیت اور یزید کے ظلم وستم کے خلاف احتجاج کیا جاتا ہے تو وہی لوگ اس احتجاج ااور اس ماتم وعزاداری کو بدن کو اذیت پہنچانے کا بہانا بنا کر اس پر بدعت کا فتوٰی لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں جبکہ نہ تو قرآن نے ماتم واحتجاج کی نفی کی ہے اور نہ پیغمبر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے بلکہ اس کے برعکس ثابت ہے جیسا کہ بیان کیا گیا کہ قرآن تو مظلوم کی حمایت اور ظالم کے خلاف فریاد بلند کرنے کو جائز قرار دے رہا ہے اور سیرت پیغمبر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس کی تائید کر رہا ہے جسے آگے چل کر ذکر کیا جائے گا۔

بقائے دین وشریعت غم حسین سے ہے***** کھڑی یہ دیں کی عمارت غم حسین سے ہے

عزا سے واسطہ ہی کیا ہے شرک وبدعت کا***** یہ دین اپنا سلامت غم حسین سے ہے

عزائے سیدالشہدا ئ بھی اک عبادت ہے***** عبادتوں کی حفاظت غم حسین سے ہے

جہاں میں غم تو سبھی کے منائے جاتے ہیں***** نہ جانے کون سی آفت غم حسین سے ہے

نماز وروزہ وحج وزکات وخمس وجہاد***** عبادتوں کی حفاظت غم حسین سے ہے

حسینیت سے ہی زندہ ہے حق اب تک ***** یزیدیت پہ قیامت غم حسین سے ہے
پہونچ نہ پائے گا جنّت میں وہ کبھی اختر ***** کہ جس کسی کو عداوت غم حسین سے ہے [3]

۲۔ سنّت پیغمبر

تاریخ اور روایات یہ بتلاتی ہیں کہ پیغمبر اکرم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین مرنے والوں اور شہداء و... پر گریہ کیا کرتے اور دوسروں کو بھی نہ صرف عزاداری کا موقع دیتے بلکہ انہیں اس عمل پر تشویق بھی کیا کرتے جیسا کہ حضرت عائشہ نے رسول اکرم کی وفات پر اپنے منہ اور سینہ پر پیٹا [4]۔

پیغمبر اکرم نے اپنے فرزند ابراہیم، اپنے دادا حضرت عبد المطلب، اپنے چچا حضرت ابو طالب اور حضرت حمزہ، اپنی مادر گرامی حضرت آمنہ بنت وہب، حضرت علی کی مادر گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد، عثمان بن مظعون و... کی موت پر گریہ کیا، جس کے چند نمونے یہاں پر ذکر کر رہے ہیں:

۱) حضرت عبد المطلب پر گریہ:

جب آنحضرت کے جدّ بزرگوار حضرت عبد المطلب کی وفات ہوئی تو آپ نے ان کے فراق میں گریہ کیا۔ حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((أنا رأيت رسول الله يمشي تحت سريره وهو يبكي)) [5]

میں نے رسول اللہ() کو دیکھا وہ ان کے جنازے کے ہمراہ روتے ہوئے چل رہے تھے۔

۲) حضرت ابوطالب پر گریہ:

حامی پیغمبر، مومن آل قریش، سردار عرب حضرت ابوطالب کی وفات پیغمبر پر سخت ناگوار گذری اس لئے کہ یہ وہ شخصیت تھے جنھوں آنحضرت کی پرورش کے علاوہ بھی ہر مقام پر ان کی مدد و نصرت کی جس سے دین اسلام کا بول بالا ہوا اور مشرکین مکّہ کو ان کی زندگی میں یہ جرأت نہ ہوسکی کہ آنحضرت کو نقصان پہنچا سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایسے شفیق چچا کی وفات کی خبر ملی تو حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا:

((اذهب فاغسله و كفّنه وواره غفر الله له ورحمه))[6]

جاؤ انہیں غسل و کفن دو اور ان کے دفن کا اہتمام کرو، خدا ان کی مغفرت کرے اور ان پر رحمت نازل فرمائے۔

۳) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا پر گریہ:

مؤرخین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ رسالت مآب اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی قبر کی زیارت کیلئے ابواء کے مقام پر پہنچے جیسے ہی ماں کی قبر کے پاس گئے اس قدر روئے کہ ساتھیوں نے بھی گریہ کرنا شروع کردیا[7]۔

٤) اپنے فرزند ابراہیم پر گریہ:

خداوند متعال نے رسول خدا کو ایک بیٹا عطا کیا تھا جس کا نام ابراہیم رکھا۔آنحضرت اس سے شدید محبت کرتے لیکن ایک سال کی عمر میں اس کی وفات ہوگئ جس سے آنحضرت کو انتہائی صدمہ پہنچا اور اس کے فراق میں گریہ کرنا شروع کیا تو صحابہ کرام نے اس کی وجہ پوچھی تو جواب میں فرمایا:

((تدمع العینان ویحزن القلب ولا نقول ما یسخط الربّ))[8]

آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم ایسی بات نہیں کہتے جو خداوند متعال کی ناراضگی کا باعث بنے۔

٥) حضرت فاطمہ بنت اسد پر گریہ:

حضرت فاطمہ بنت اسد، حضرت علی علیہ السّلام کی ماں اور حضرت ابوطالب کی زوجہ محترمہ ،رسول خدا کے ہاں بہت مقام رکھتی تھیں یہاں تک کہ آنحضرت انہیں اپنی ماں سمجھتے تھے جب تیسری ہجری میں ان کی وفات ہوئی تو آپ سخت اندوہناک ہوئے اور گریہ کیا۔مؤرخین لکھتے ہیں:

((صلّی علیہا و تمرغ فی قبرھا وبکٰی))[9]

آنحضرت نے ان پر نماز پڑھی، ان کی قبر میں لیٹے اور ان پر گریہ کیا.

٦) حضرت حمزہ پر گریہ:

آنحضرت کے چچا حضرت حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے جس سے آپ کو بہت صدمہ ہوا اور ان پر گریہ کیا۔ سیرہ حلبیہ میں لکھا ہے:

((لمّا رأی النبّی حمزۃ قتیلا بکٰی، فلمّا رأی ما مثّل به شهق))[10]

جب پیغمبر() کو حضرت حمزہ شہید دیکھا تو ان پر گریہ کیا اور جب ان کے بدن کے اعضاء کو کٹا ہوا دیکھا تو دھاڑیں مار کر روئے۔

امام احمد بن حنبل نقل کرتے ہیں:

جنگ احد کے بعد پیغمبر اکرم نے اپنے شوہروں پر گریہ کرنے والی انصار کی عورتوں سے فرمایا:

((ولکن حمزۃ لا بواکی له))

لیکن حمزہ پر گریہ کرنے والا کوئی نہیں۔

روای کہتا ہے: پیغمبر اکرم نے تھوڑی دیر آرام کے بعد دیکھا تو عورتیں حضرت حمزہ پر گریہ کر رہی تھیں۔

ابن عبد البر کہتے ہیں: یہ رسم اب تک موجود ہے اور لوگ کسی مرنے والے پر گریہ نہیں کرتے مگر یہ کہ پہلے حضرت حمزہ پر آنسو بہاتے ہیں[11]۔

۷) اپنے نواسے پر گریہ:

اسامہ بن زید کہتے ہیں: پیغمبر اکرم اپنے نواسے کی موت کی خبر سننے کے بعد بعض صحابہ کرام کے ہمراہ اپنی (منہ بولی) بیٹی کے گھر پہنچے۔ میت کو ہاتھوں پر اٹھایا جبکہ آنکھوں سے آنسو

جاری تھے اور کچھ کہہ کر رہے تھے[12]۔

۸) حضرت عثمان بن مظعون پر گریہ:

آنحضرت کے بعض صحابہ کرام کا اس دنیا سے جانا بھی آپ پر سخت ناگوار گذرا اور آپ سے صبر نہ ہوسکا، انہیں اصحاب باوفا میں سے ایک عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہیں ان کی وفات کے بارے میں لکھا ہے:

((انّ النبیؐ قبّل عثمان بن مظعون وھو میّت وھو یبکی))[13]

حاکم نیشاپوری اس بارے میں یوں نقل کرتے ہیں؛

ایک دن رسول خدا تشییع جنازہ کیلئے باہر تشریف لائے جبکہ عمر بن خطاب بھی ہمراہ تھے۔ عورتوں نے گریہ کرنا شروع کیا تو عمر نے انہیں روکا اور سرزنش کی۔ رسول خدا نے فرمایا:

((یاعمر دعھن فان العین دامعۃ والنفس مصابۃ والعھد قریب))[14]

اے عمر! انہیں چھوڑ دے۔ بے شک آنکھیں گریہ کناں ہیں، دل مصبیت زدہ اور زمانہ بھی زیادہ نہیں گزرا ان روایات کی بنا پر واضح ہے کہ یہ عمل سنت پیغمبر اکرم میں حرام نہیں تھا۔ اور یہ عمر تھے جس نے اس سنت کی پرواہ نہ کی اور عورتوں کو اپنے عزیزوں پر گریہ کرنے پر سرزنش کی۔

۳۔ صحابہ کرام اور تابعین کی سیرت

صحابہ کرام اور تابعین کی سیرت بھی یہی رہی ہے کہ اپنے عزیزوں کی موت پر گریہ کیا کرتے تھے۔ جس کے عملی نمونے بیان کررہے ہیں:

۱) حضرت علی علیہ السّلام:

ایک روایت میں نقل ہوا ہے کہ جب امیر المومنین کو مالک اشتر کی شہادت کی خبر ملی تو گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

((علی مثله فلتبك البوا کی))[15]

گریہ کرنے والوں کیلئے شائستہ یہ ہے کہ اس جیسے پر آنسو بہائیں۔

۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

عباد کہتے ہیں: حضرت عائشہ فرمایا کرتیں: پیغمبر اکرم کی رحلت کے وقت میں نے ان کا سر تکیے پر رکھا

((وقمت التدم[اضرب صدری]مع النساء واضرب وجهی))[16]

اور دوسری عورتوں کے ہمراہ سینے اور منہ پر پیٹا۔

۳) حضرت عمر:

((عن أبي عثمان:أتيت عمر بنعي النعمان بن مقرن، فجعل يده على رأسه و جعل يبكى))[17]

ابوعثمان کہتے ہیں: جب میں نے حضرت عمر کو نعمان بن مقرن کی وفات کی خبر دی تو انہوں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور گریہ کیا۔

جب محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوری نے احمد ابن حنبل کی وفات کی خبر سنی تو کہا: مناسب ہے کہ تمام اہل بغداد اپنے اپنے گھروں میں نوحہ خوانی کی مجالس برپا کریں۔

٤)عبداللہ بن رواحہ:

عبداللہ بن رواحہ نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی شان میں اشعار پڑھتے ہوئے گریہ کیا[18]۔

٥)عبداللہ بن مسعود:

نقل کیا گیا ہے کہ جب حضرت عمر کی وفات ہوئی تو ابن مسعود نے ان پر گریہ کیا:

((فوقف ابن مسعود على قبره يبكى))[19]

ابن مسعود نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر گریہ کیا۔

٦)امام شافعی:

اہل سنّت کے امام، شافعی امام حسین علیہ السّلام کی شان میں نوحہ پڑھتے ہوئے کہتے ہیں:

تاوب عنّی والفؤاد کئیب
وأرقّ عینی فالرقاد غریب

وممّا نفی جسمی وشیّب لُمّتی
تصاریف ایّام لهنّ خطوب

فمن مبلغ عنّی حسین رسالة
وان کرهتها أنفس وقلوب

قتیلا بلا جرم کأنّ قمیصه
صبیغ بماء الأرجون خضیب

فللسّیف اعوال وللرّمح رنّة
وللخیل من بعد الصّهیل نحیب

تزلزلت الدّنیا لآل محمد
وکادلهم صمّ الجبال تذوب

وغارت نجوم واقشعرّت کو کب
وهتّك أستار وشقّ جيوب

يُصلّی علی المبعوث من آل هاشم
ويُعزی بنوه انّ ذا العجيب

لئن کان ذنبی حبّ آل محمّد
فذلك ذنب لست منه أتوب
هم شفعائی یوم حشری وموقفی
اذا ما بدت للناظرین خطوب[20]

گلی کوچوں میں عزاداری

گلی کوچوں اور سڑکوں پر عزاداری اور نوحہ خوانی ان امور میں سے ہے جو صدر اسلام سے لے کر آج تک شیعہ و سنی مسلمانوں کے درمیان رائج ہیں اور بڑے بڑے علمائے اہل سنّت اسے انجام دیتے چلے آئے

ہیں ۔ جب تک اسلام کی سربلندی و سرفرازی کا کلمہ پڑھنے والے موجود ہیں تب تک امام حسین کے پیغام کو اسی عزاداری کے ذریعے دنیا والوں تک پہنچاتے رہیں گے ۔ یہ وہ غم ہے جس کی حفاظت و پاسداری خود خدا نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے ورنہ بنوامیہ اور بنوعباس نے اس غم کو مٹانے کے لئے کون سی کوشش نہ کی لیکن اس غم ، مجلس و ماتم اور اس عزاداری مظلوم کربلا کو نہ مٹا سکے اور پیغمبر کے چاہنے والے بھی آج تک اسی ماتم و عزاداری کی صورت میں نواسہ رسول سے محبت اور یزید سے بیزاری کا اعلان کرتے چلے آرہے ہیں ۔

یاحسین بن علی ماتم تیرا ہم کرتے رہیں گے
دم تیرا ہم اللہ کی قسم بھرتے رہیں گے
لاکھ چھپے پردوں میں تو اے روح یزیدی
لعنت تیری تصویر پہ ہم کرتے رہیں گے

آج بھی عزادار ی کی مخالفت کرنے والے خود حکومت اور حکمرانوں کے خلاف

سڑکوں اور روڈوں پر جلوس نکالتے رہتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ جب نواسہ رسول کی مظلومیت اور یزید کے ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے عاشقان رسول سڑکوں پر نکلتے ہیں تو انہی لوگوں کے اندر بغض رسول وآل رسول ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے اور فوراً ان جلوسوں کا راستہ روکنے پر تیار ہوجاتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ جلوس ان کے عقیدہ کی نفی کررہے ہیں لہذا جیسے کیسے ہوان کا راستہ روکا جائے ورنہ کون سا ایسا دن ہے جس میں دنیا کے گوش وکنار میں ظلم کے خلاف احتجاج نہ ہوا ہو، لیکن وہاں نہ تو راستہ روکا جاتا ہے اور نہ بدعت کا فتوٰی لگایا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم علمائے اہل سنّت کے ماتم کے چند ایک نمونے پیش کر رہے تاکہ جو لوگ حقیقت تک پہنچنا چاہتے ہیں ان پر اتمام حجت ہوجائے۔

۱۔طبری:

انہوں نے اپنی کتاب تاریخ الطبری میں لکھا ہے:

((فلم أسمع واللہ واعیۃ مثل واعیۃ نساء بنی ھاشم فی دورھنّ علی الحسین))[21]

خدا کی قسم! میں نے بنو ہاشم کی خواتین کے حسین پر گریہ وفریاد کے مانند کوئی گریہ نہیں سنا.

۲۔نسفی:

وہ کہتے ہیں: میں اہل سنت کے حافظ بزرگ ابویعلی عبدالمومن بن خلف (ت ٣٤٦ ھ) کے جنازے میں شریک تھا کہ اچانک چار سو طبلوں کی آواز گونجنے لگی[22]۔

۳۔ذہبی:

اہل سنّت کے بہت بڑے عالم دین اور علم رجال کے ماہر ذہبی کہتے ہیں: جوینی نے ٢٥ ربیع الثانی ٤٧٨ ھ میں وفات پائی۔ لوگ اسکے منبر کو توڑ کر تبرک کے طور پر لے گئے، اس کے سوگ میں دکانوں کو بند کر دیا اور مرثیے پڑھے۔ اس کے چار سو شاگرد تھے جنہوں نے اس کے فراق میں قلم و دوات توڑ ڈالے اور اس کے لئے عزا برپا کی۔ انہوں نے ایک سال کے لئے عمامے اتار دیئے اور کسی کی جرأت نہ تھی کہ سر کو ڈھانپے۔ طلاب شہر میں پھرتے ہوئے نوحہ و فریاد اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے[23]۔

٤۔ سبط بن جوزی:

ابن کثیر (البدایۃ والنہایۃ) میں لکھتے ہیں؛

ملک ناصر (حاکم حلب) کے زمانے میں یہ درخواست کی گئی کہ روز عاشوراء کربلا کے مصائب بیان کئے جائیں۔ سبط بن جوزی منبر پر گئے، کافی دیر سکوت کے بعد عمامہ سر سے اتارا اور شدید گریہ کیا۔ اور پھر یہ اشعار پڑھے:

ويل لمن شفعائه خصمائه
والصور في نشر الخلائق ينفخ

لا بد ان ترد القيامة فاطم

وقميصها بدم الحسين ملطخ

افسوس ہے ان پر جن کی شفاعت کرنے والے جب میدان محشر میں صور پھونکا جائیگا تو ان کے دشمن ہونگے۔ اور فاطمہ روز قیامت ضرور اپنے فرزند حسین کے خون میں لتھڑی ہوئی قمیص لے کر میدان محشر میں وارد ہونگی۔

یہ کہہ کر منبر سے اترے اور اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے[24]۔

۵۔ عمر بن عبدلعزیز:

خالد ربعی عمر بن عبدالعزیز کی عزاداری کے بارے میں کہتا ہے:

تورات میں بیان ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی موت پر چالیس دن تک زمین و آسمان گریہ کریں گے[25].

واضح روایات اور تاریخی شواہد کی روشنی میں مجالس، ماتم و سوگواری، نوحہ خوانی، گریہ و عزاداری، عزیزوں کے فراق میں بے تابی، منہ اور سینے پر پیٹنا، دکانوں کا بند رکھنا اور غم مناتے ہوئے سڑکوں پر نکلنا طول تاریخ مسلمین میں رائج رہا ہے اور علماء نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

گریہ و ماتم سے منع کرنے والی روایات

جو لوگ مردوں پر رونے کو حرام سمجھتے ہیں وہ اس حکم پر چند دلیلیں پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

وہ احادیث جو حضرت عمر، عبداللہ بن عمر اور دیگر سے نقل ہوئی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے۔

((المیّت یعذّب فی قبرہ بمانیح علیہ))

یا یہ حدیث: ((انّ المیّت یعذب ببکاء اھلہ علیہ)) [26]

عزیز و اقربا کے گریہ کی وجہ سے مردے پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

اسی طرح سعید بن مسیّب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے اپنے باپ کی وفات پر مجلس عزا کا پروگرام رکھا تو حضرت عمر نے اس سے روکا، لیکن حضرت عائشہ نے ان کی بات نہ مانی، جس پر حضرت عمر نے ہشام بن ولید کو بھیجا کہ وہ انہیں زبردستی اس کام سے روکے ۔جب عورتوں کو اس کی خبر ملی تو مجلس کو چھوڑ کر چلی گئیں، اس وقت حضرت عمر نے ان سے کہا:

((تردن أن یعذب ابوبکر ببکائکنّ! انّ المیّت یعذب ببکاء أهله علیه))

[27]

کیا تم اپنے گریے کی وجہ سے ابوبکر پر عذاب لانا چاہتی ہو! بے شک میت کو اس کے گھر والوں کے گریے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے نقل کرتے وقت اشتباہ کیا ہے یا بطور کلی

روایت کے متن کو بھول بیٹھا ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں: حضرت عمر کی وفات کے بعد جب یہ حدیث عائشہ کے سامنے پیش کی گئی تو فرمایا: خدا کی رحمت ہو عمر پر، خدا کی قسم! رسولخدا نے ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ آنحضرت نے فرمایا:

((ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اهله))

بیشک خداوند متعال کافر کے گھر والوں کے گریے کی وجہ سے اس پر عذاب بڑھا دیتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

((ولا تزر وازرۃ وزر اخری))[28]

ترجمہ: اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

عبداللہ بن عمر بھی وہاں پر موجود تھے انہوں نے حضرت عائشہ کے جواب میں کچھ نہ کہا[29]۔

ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے کہ جب عبداللہ بن عمر کی یہ روایت حضرت عائشہ کے سامنے نقل کی گئی تو فرمایا: خداوند متعال عبداللہ بن عمر کو بخش دے۔ اس نے جھوٹ نہیں کہا ۔ بلکہ یا تو بھول بیٹھا ہے یا نقل کرنے میں اشتباہ کیا ہے۔

جب رسول خدا ایک یہودی عورت کی قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا اس کے رشتہ دار اس پر رو رہے ہیں تو فرمایا:

((انهم لیبکون علیها وانها لتعذب فی قبرها))

وہ اس پر رو رہے ہیں جبکہ قبر میں اس پر عذاب ہو رہا ہے۔

ان روایات کی توجیہ

علمائے اہل سنت نے اس بارے میں ان روایات کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے: ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ وہ گریہ کے ہمراہ ایسی صفات وخصوصیات کا ذکر کرتے کہ جو شریعت مقدّسہ میں حرام ہیں۔مثال کے طور پر کہا کرتے: اے گھروں کو ویران کرنے والے! اے عورتوں کو بیوہ کرنے والے...۔

ابن جریر، قاضی عیاض اور دیگر نے ان روایات کی توجیہ میں کہا ہے کہ: رشتہ داروں کا گریہ سننے سے میت کا دل جلتا ہے اور وہ غمگین ہو جاتا ہے۔

مزید ایک توجیہ حضرت عائشہ سے نقل ہوئی ہے جو انہوں نے اس حدیث کے معنی میں بیان فرمائی ہے کہ جب رشتہ دار گریہ کرتے ہیں تو کافر یا غیر کافر پر اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے نہ کہ عزیزوں کے گریہ کی وجہ سے[30]۔

علامہ مجلسی اس بارے میں فرماتے ہیں:

اس حدیث میں حرف (باء) مع کے معنی میں ہے یعنی جب میت کے رشتہ دار اس پر گریہ کرتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے[31]۔

دوسری دلیل:

میت پر گریہ کرنے کی حرمت پر دوسری دلیل وہ روایت ہے جو متقی ہندی نے حضرت عائشہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب پیغمبر اکرم کو جعفر بن ابی طالب، زید بن حارثہ اور عبداللہ رواحہ کی شہادت کی خبر ملی تو چہرہ مبارک پر غم واندوہ کے آثار طاری ہوئے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی اچانک ایک شخص آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! عورتیں جعفر پر گریہ کررہی ہیں۔

آنحضرت نے فرمایا:

((فارجع الیھن فاسکتھن ، فان أبین فاحث فی وجوھن [افواھن] التراب))[32]

ان کے پاس جاؤ اور انہیں خاموش کراؤ۔ پس اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ پر خاک پھینکو۔

اس روایت کا جواب

یہ روایت چند اعتبار سے قابل اعتراض ہے۔

۱۔ خود رسول خدا مرنے والوں اور شہداء پر گریہ کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے جیسا کہ حضرت حمزہ اور جعفر و... پر گریہ کرنے کا حکم دیا، اور پھر جب حضرت عمر نے عورتوں کو گریہ کرنے سے منع کیا تو فرمایا: انہیں چھوڑ دو، آنکھیں گریہ کناں ہیں اور...[33]۔

۲۔ اس حدیث کے روایوں میں سے ایک محمد بن اسحاق بن یسار ہے۔ جس کے بارے میں علمائے رجال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں: وہ مجہول ہے اور باطل احادیث

کو نقل کرتا ہے۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں : ابن اسحاق احادیث میں تدلیس کیا کرتا اور ضعیف احادیث کو قوی ظاہر کرتا[34].

تیسری دلیل:

مُردوں پر گریہ کے حرام ہونے پر تیسری دلیل حضرت عمر کا عمل ہے۔ نصر بن ابی عاصم کہتے ہیں: ایک رات حضرت عمر نے مدینے میں عورتوں کے گریے کی صدا سنی تو ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک عورت کو تازیانے مارے، یہاں تک کہ اس کے سر کے بال کھل گئے۔ لوگوں نے کہا: اس کے بال ظاہر ہو گئے ہیں تو جواب میں کہا:

((أجل،لا حرمة لها.))[35]

اس عورت کا کوئی احترام نہیں ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلیفہ کا عمل کسی مسلمان کے لئے حجت ہے۔ امام غزالی صحابہ کے عمل کے حجت ہونے کے بارے میں بیان کئے جانے نظریات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((الأصل الثانی من الأصول الموھونة :قول الصحابی،وقد ذھب قوم الی أنّ مذھب الصحابی حجة مطلقا ، وقوم الی أنّه الحجة ان خالف القیاس، وقوم الی أن الحجة فی قول أبی بکر وعمر خاصة لقوله اقتدوا باللذین بعدی،وقوم الی أنّ الحجة فی قول الخلفاء الراشدین اذا اتفقوا ۔ والکلّ باطل عندنا ،فانّ

من یجوز علیہ الغلط والسّھو ،ولم تثبت عصمۃ عنہ فلا حجۃ فی قولہ،فکیف یحتجّ بقولھم مع جواز الخطاء.)) [36]

یہ سب اقوال باطل ہیں ۔ چونکہ جو شخص عصمت نہیں رکھتا اور اس کے عمداً یا سہواً اشتباہ کرنے کا احتمال موجود ہوتو اس کا قول حجت نہیں ہوسکتا، پس خطا کے جائز ہوتے ہوئے اس کے قول سے کیسے احتجاج کیا جاسکتا ہے۔

اور پھر کتب اہل سنّت میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن میں خلیفہ کی رائے سنت وفعل رسول خدا کے سراسر مخالف دکھائی دیتی ہے ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے جسے امام احمد بن حنبل نے نقل کیا کہ آنحضرت نے حضرت عمر سے فرمایا: اے عمر! ان عورتوں کو چھوڑ دو [37]۔

اور اسی طرح حضرت عائشہ کا یہ قول کہ فرمایا:

خدا رحمت کرے عمر پر یا تو فراموش کر بیٹھا ہے یا اس سے نقل کرنے میں اشتباہ ہوا ہے [38] ()۔

ابن ابی ملی کہ نے ایک داستان نقل کی ہے جو مُردوں پر ماتم کرنے کی حرمت کو بیان کرنے والی ان روایات کے جعلی ہونے کی تائید کررہی ہے وہ کہتے ہیں:

حضرت عثمان کی ایک بیٹی کی وفات ہوئی تو ہم عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس کے ہمراہ اس کے تشییع جنازہ میں شریک ہوئے ۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ ابن عمر نے رونے والوں پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت عثمان کے بیٹے سے کہا: انہیں روکتے کیوں

نہیں ہو؟ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ فرمایا:

((مُردے پر اس کے عزیز و اقارب کے گریہ کرنے کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔))

اس وقت ابن عباس نے ابن عمر کی طرف اپنا رخ کیا اور فرمایا: یہ عمر کا قول ہے اس لئے کہ جب حضرت عمر زخم کی شدت کی وجہ سے بستر پر موجود تھے تو صہیب ان کے پاس آئے اور گریہ وفریاد کرنا شروع کی تو عمر اس کے اس عمل سے ناراض ہوئے اور کہا: کیا مجھ پر گریہ کر رہے ہو جبکہ پیغمبر نے فرمایا ہے: مردے کو اس کے اقارب کے گریے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

انہوں نے اس کے بعد فرمایا: میں نے ان (عمر) کی وفات کے بعد ان کی یہ بات حضرت عائشہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے یوں فرمایا:

((رحم الله عمر، والله ما حدث رسول الله ،لیعذب ...ولکن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال: انّ الله لیزید الکافر ببکاء أهله علیه.))

خدا عمر پر رحمت کرے! پیغمبر نے ہرگز ایسی بات نہیں فرمائی بلکہ انہوں نے تو یوں فرمایا: خداوندمتعال کافر کے عزیزوں کے گریے کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کردیتا ہے۔

اور پھر (حضرت عائشہ نے یہ حکم خدا بیان) فرمایا:

((حسبکم کتاب الله ولا تزر وازرة وزر أخرٰی))[39]

ترجمہ: اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ جملہ فرمایا: خدا ہی ہے جو ہنساتا بھی ہے اور رلاتا

بھی ہے۔

راوی کہتا ہے: جب عبداللہ بن عباس نے اپنی گفتگو ختم کر لی تو اس کے بعد ابن عمر خاموش رہے اور کوئی بات نہ کہی[40]۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ کے سامنے عبداللہ بن عمر کا یہی قول نقل کیا گیا کہ وہ پیغمبر سے اس طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا: میت کو عزیز و اقارب کے گریہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ نے فرمایا:

((ذهل ابن عمر ! انّما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انّه ليعذب بخطيئته وذنبه وانّ أهله ليبكون عليه الآن.))[41]

ابن عمر فراموش کر بیٹھا ہے جبکہ رسول خدا نے یوں فرمایا ہے: مردے پر اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب نازل ہو رہا ہوتا ہے جبکہ اس کے رشتہ دار اس وقت اس پر گریہ کر رہے ہوتے ہیں

۔

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت عائشہ نے فرمایا:

((انّكم لتحدّثون عن غير كاذبين ولا مكذوبين ولكن السّمع يخطى.))[42]

عمر اور ابن عمر نے جان بوجھ کر پیغمبر کی طرف جھوٹی نسبت نہیں دی ہے بلکہ سننے میں اشتباہ کر بیٹھے ہیں۔

نتیجہ

جو کچھ بیان کیا گیا ہے یہ ان ادلہ کا خلاصہ ہے جو وہابیوں کے اس ادّعا کو رد کرنے کیلئے بیان کی گئی ہیں کہ پیغمبر نے مرنے والوں پر گریہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جبکہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بالکل واضح طور پر ثابت ہے کہ پیغمبر نے ہرگز میّت پر گریہ کرنے اور مجالس عزا برپا کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ وہ بعض روایات جو کتب اہل سنّت میں اس کی نفی کر رہی ہیں یا تو ان کی سند ضعیف ہے جیسا کہ ذکر کر چکے یا پھر راوی نے اسے بیان کرنے میں اشتباہ کیا۔ اس لئے کہ ایسی روایات حکم قرآن، سیرت پیغمبر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے مخالف ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان روایات کی نفی فرمائی ہے جس سے یہ واضح پتہ چلتا ہے کہ یا تو ان روایات کی ابتدا ہی سے کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ یہ روایات خلیفہ کا اپنا قول ہے نہ کہ حدیث پیغمبر .(شرح صحیح مسلم، نووی ۵ :۸۰۳.) اور یہ بھی ان بعض جعلی روایات کی طرح ہیں جو اہل سنت کی معتبر کتب میں بیان ہوئی ہیں جنہیں کوئی بھی مسلمان قبول کرنے کو تیار نہیں یہاں تک کہ خود اہل سنّت بھی، یا پھر راوی نے بیان کرتے وقت توجہ نہ کی اور یہ روایات کافر پر عذاب کو بیان کر رہی ہیں جیسا کہ زوجہ رسول نے اس کی توجیہ فرمائی۔ اور ہم اسی مقدار پر اکتفا کرتے ہیں اس لئے کہ جو لوگ حق و انصاف کی پیروی کرنے والے ہیں ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

وما علینا الاّ البلاغ

انبیاء کا امام حسین پر گریہ کرن

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: انبیاء، صدیقین، شہداء اور ملائکہ کا امام حسین علیہ السّلام پر گریہ کرنا طولانی ہو چکا ہے[43]۔ ذیل میں ہم امام حسین علیہ السّلام پر انبیاء علیہم السّلام کے گریہ کے چند نمونے پیش کر رہے ہیں:

۱۔ حضرت آدم کا گریہ کرنا:

اس آیت مجیدہ (فتلقّی آدم من ربّہ کلمات...)[44] کی تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ جب خدا وند متعال نے حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول کرنا چاہی تو جبرائیل علیہ السّلام کو ان کے پاس بھیجا تا کہ انہیں یہ دعا تعلیم دیں:

((یا حمید بحقّ محمّدؐ، یا أعلی بحقّ علیّ، یا فاطر بحقّ فاطمة، یا محسن بحقّ الحسن، یا قدیم الاحسان بحقّ الحسین ومنك الاحسان)).

جیسے ہی جناب جبرائیل علیہ السّلام نام حسین پر پہنچے تو یہ نام سن کر حضرت آدم علیہ السّلام کے دل پر غم طاری ہوا اور آنکھوں سے اشک جاری ہوئے، جناب جبرائیل علیہ السّلام سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

((یا آدم! ولدك هذا یصاب بمصیبة تصغر عندها المصائب))

اے آدم! آپ کے اس فرزند پر ایسی مصیبت آئے گی کہ ساری مصیبتیں اس کے سامنے حقیر نظر آئیں گی

آدم علیہ السّلام نے فرمایا: وہ کونسی مصیبت ہوگی؟ عرض کیا:

((یقتل عطشانا غریبا وحیدا فریدا لیس لہ ناصرا ولا معین،ولو تراہ یا آدم یحول العطش بینہ وبین السّماء کالدّخان ، فلم یجبہ أحد الاّ بالسّیوف ،وشرب الحتوف،فیذبح ذبح الشاۃ من قفاہ،وینھب رحلہ وتشھر رأوسھم فی البلدان ، ومعھم النسوان ، کذلك سبق فی علم المنّان ،فبکٰی آدم وجبرائیل بکاء الثکلٰی))[45]

اسے پیاسا قتل کیا جائے گا جبکہ وہ وطن سے دور، تنہا اور بے یار و مددگار ہوگا۔اگر آپ اسے دیکھتے تو پیاس کی شدّت کی وجہ سے آسمان اس کی آنکھوں میں دھواں دکھائی دے گا،(وہ مدد کے لئے پکارے گا) تو تلواروں اور شربت موت سے اس کا جواب دیا جائے گا،اسے ذبح کر کے سرتن سے جدا کر دیا جائے گا جیسے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے،ان کے خیموں کو لوٹ لیا جائے گا اور ان کے سروں کو مختلف شہروں میں پھرایا جائے گا جبکہ ان کی عورتیں ان کے ہمراہ ہوں گی،اس طرح کا پہلے ہی سے علم خدائے منّان میں گذر چکا ہے،پس آدم و جبرائیل نے اس عورت کی مانند گریہ کیا جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو۔

ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے کہ جب حضرت آدم و حوّا کو ایک دوسرے سے دور زمین پر اُتارا گیا تو حضرت آدم علیہ السّلام جناب حوّا سلام اللہ علیہا کی تلاش میں نکلے اور چلتے چلتے سرزمین کربلا پہنچے، وہاں پر دل پہ غم طاری ہوا اور جب قتل گاہ امام حسین علیہ السّلام پر پہنچے تو پاؤں میں لغزش آئی اور گر پڑے جس سے پاؤں سے خون جاری ہونے لگا،اس وقت آسمان کی طرف سر بلند کیا اور عرض کیا:

((الٰهی هل حدث منّی ذنب آخر فعاقبتنی به ؟ فانّی طفت جمیع الأرض ،وما أصابنی سوء مثل ما أصابنی فی هذه الأرض.

فأوحی الله تعالیٰ الیه : یا آدم ما حدث منك ذنب ،ولکن یقتل فی هذه الأرض ولدك الحسین ظلما ،فسال دمك موافقة لدمه.

فقال آدم : یا ربّ أیکون الحسین نبیّا ؟ قال : لا ، ولکنّه سبط النّبیّ محمّد ، وقال: من القاتل له؟ قال: قاتله یزید لعین أهل السّمٰوات والأرض.فقال آدم :أیّ شیء أصنع یا جبرائیل ؟فقال: العنه یا آدم ! فلعنه أربع مرّات ومشیٰ خطوات الی جبل عرفات فوجد حوّا هناك)) [46]

اے پروردگار! کیا میں کسی نئے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا جس کی تو نے مجھے سزا دی؟ میں نے پورے روئے زمین کی سیر کی لیکن کہیں پہ اس طرح کی کوئی مصیبت پیش نہ آئی جو اس سرزمین پر پیش آئی ہے۔

خداوند متعال نے حضرت آدم پر وحی نازل کی: اے آدم! تو نے کوئی گناہ نہیں کیا،لیکن اس سر زمین پر تمہارے فرزند حسین کو ظلم و جفا کے ساتھ قتل کیا جائے گا،لہذا آپ کا خون ان کے خون کی حمایت میں جاری ہوا ہے۔

حضرت آدم نے عرض کیا: اے پالنے والے! کیا حسین نبی ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، لیکن محمّد ۔۔۔ کے نواسے ہوں گے۔

حضرت آدم نے عرض کیا: اسے کون قتل کرے گا؟ فرمایا یزید جو زمین و آسمان میں ملعون ہوگا ۔آدم نے جبرائیل سے کہا: میں کیا کر سکتا ہوں؟ اس (جبرائیل) نے عرض کیا: اے آدم! اس

پر لعنت بھیجو، پس انہوں (آدم علیہ السّلام) نے اس پر چار مرتبہ لعنت بھیجی۔ اور چند قدم چلنے کے بعد کوہ عرفات میں حضرت حوّا سے جا ملے۔

۲۔ حضرت نوح کا گریہ کرنا:

جب حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی گرداب میں آئی تو انہوں نے خداوند متعال سے اس کا سبب پوچھا، جواب ملا: یہ سرزمین کربلا ہے اور جبرائیل علیہ السّلام نے امام حسین علیہ السّلام کی شہادت اور ان کے اہل وعیال کے اسیر بنائے جانے کی خبر دی تو کشتی میں گریہ و ماتم برپا ہو گیا اور آنحضرت نے بھی گریہ کیا[47].

۳۔ حضرت ابراہیم کا گریہ کرنا:

جب حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کرنے سے بچا لیا گیا تو جناب جبرائیل علیہ السّلام نے واقعہ کربلا بیان کیا اور اس پر گریہ کرنے کا اجر و ثواب بتایا تو جناب ابراہیم علیہ السّلام نے کربلا میں ہونے والے مصائب پر گریہ کیا[48]۔

اسی طرح جب خداوند متعال نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے سامنے زمین و آسمان کو رکھا تو انہوں نے زیر عرش پانچ نور دیکھے، جیسے ہی پانچویں نور یعنی امام حسین علیہ السّلام پر نظر پڑی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے[49]۔

٤۔ حضرت موسیٰؑ کا گریہ کرنا:

جب حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام کوہ طور پر گئے تو وحی خدا ہوئی اے موسیٰؑ! تم جس جس کی بخشش طلب کرو گے ہم بخش دیں گے سوا قاتل حسین کے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: پالنے والے وہ بزرگ ہستی کون ہے؟ امام حسین علیہ السّلام کا تعارف کروایا گیا، یہاں تک کہ بتایا گیا کہ ان کا بدن بے گور وکفن زمین پر پڑا رہے گا، ان کا مال واسباب لوٹ لیا جائے گا، ان کے اصحاب کو قتل کر دیا جائے گا، ان کے اہل وعیال کو قیدی بنا کر شہر بہ شہر پھرایا جائیگا، ان کے سروں کو نیزوں پر بلند کیا جائے گا اوران کے بچے پیاس کی وجہ سے جان دے بیٹھیں گے، وہ مدد کے لئے پکاریں گے لیکن کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

حضرت موسیٰؑ نے یہ سن کر گریہ کیا۔ خداوند متعال نے فرمایا: اے موسیٰؑ! جان لے جو شخص اس پر گریہ کرے یا گریہ کرنے والی صورت بنائے تو اس پر جہنّم کی آگ حرام ہے[50]۔

روایات میں نقل ہوا ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام نے اپنے پروردگار کے ساتھ مناجات کرتے ہوئے عرض کیا:

((یا ربّ لم فضّلت أمّة محمّد علی سایر الأمم ؟قال الله تعالیٰ : فضّلتهم لعشر خصال .قال: وماتلك الخصال الّتی یعملونها حتّی أمر بنی اسرائیل یعملونها ؟قال الله تعالیٰ:الصلاة والزکاة والصوم والحجّ والجهاد والجمعة والجماعة والقرآن والعلم والعاشوراء ،قال موسیٰ: یاربّ وما العاشوراء؟قال: البکاء والتباکی علی سبط محمّدصلّی الله علیه وآله وسلّم والمرثیة والعزاء علی مصیبة ولد المصطفی))[51].

اے پروردگار! تو نے کس لئے اُمّت محمّد کو تمام امّتوں پر فضیلت دی ؟ خداوندمتعال نے فرمایا: میں نے انہیں دس خصلتوں کی بنا پر فضیلت دی ہے۔حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: وہ کونسی خصلتیں ہیں تا کہ میں بنی اسرائیل کو ان کے بجالانے کا حکم دوں؟ فرمایا: وہ نماز،روزہ، زکات،حجّ ،جہاد،نماز جماعت و جمعہ،قرآن،علم اور عاشورہ ہے۔حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: یہ عاشورہ کیا ہے؟ آواز آئی: وہ محمّد کے نواسے پر گریہ کرنا اور گریے والی صورت بنانا ہے ،فرزند مصطفٰی کی مصیبت پر مرثیہ پڑھنا اور عزاداری کرنا ہے۔

۵۔حضرت خضر کا گریہ کرنا:

جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضر نے مجمع البحرین میں ملاقات کی تو آل محمد علیہم السّلام اور ان پر ڈھائے جانے والے مصائب کے بارے میں گفتگو کی تو ان کے گریہ کی آواز بلند ہوئی [52]۔اور جیسے ہی کربلا کا تذکرہ ہوا تو گریہ اور بلند ہوا[53]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین علیہ السّلام صفین سے واپسی پر جب کربلا سے گذرے تو کربلا کی خاک کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دی اور فرمایا: جب اس سے تازہ خون جاری ہو تو سمجھ جانا کہ میرے فرزند حسین شہید کر دیئے گئے ہیں۔ابن عباس کہتے ہیں: میرے ذہن میں یہ بات ہمیشہ باقی رہی، یہاں تک کہ ایک دن نیند سے اٹھا تو دیکھا اس خاک سے تازہ خون جاری ہے جس سے سمجھ گیا کہ امام حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے۔میں گریہ وزاری میں مشغول تھا کہ گھر کے ایک گوشے سے آواز آئی:

اصبروا یاآل الرّسول
قتل فرخ البتول

نزل الرّوح الأمین
ببکاء وعویل

اے آل رسول! صبر کرو، فرزند بتول شہید کردیا گیا۔ جبرائیل امین گریہ وزاری کرتا ہوا نازل ہوا۔
میں نے گریہ کیا، وہ دس محرم کا دن تھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ آواز باقی جگہوں پر بھی سنی گئی اور وہ نداد ینے والے حضرت خضر علیہ السّلام تھے[54]۔

٦۔حضرت زکریا کا گریہ کرنا:

حضرت زکریا علیہ السّلام جب بھی رسول خدا، حضرت علی، حضرت زہرائؑ اور امام حسن کا نام لیتے تو ان کا غم برطرف ہوجاتا لیکن جیسے ہی نام حسین لیتے تو ان پر گریہ طاری ہ وجاتا۔ جناب جبرائیل علیہ السّلام نے آنحضرت کے سامنے امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے گریہ کیا[55]۔

۷۔حضرت عیسیٰ کا گریہ کرنا:

جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور ان کے حواری کربلا سے گذرے تو انہوں نے گریہ کیا [56]۔

۸۔پیغمبر کا گریہ کرنا:

جب جبرائیل علیہ السّلام نے امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کی خبر دی تو آپ نے گریہ کیا [57]۔اور اسی طرح جب سید الشہداء کی تربت ان کے سامنے ظاہر کی گئی تو اس وقت بھی گریہ کیا[58]۔

راہب کا امام حسین پر ماتم کرن

ابوسعید کہتا ہے: میں اس لشکر کے ہمراہ تھا جو سر امام حسین علیہ السّلام کو شام کی جانب لے کر جا رہا تھا۔جب ایک منزل پر نصرانیوں کی بستی کے پاس پہنچے تو شمر نے بستی والوں سے بلا کر کہا: میں ابن زیاد کے لشکر کا سردار ہوں اور ہم عراق سے شام جا رہے ہیں۔عراق میں ایک باغی نے یزید کے خلاف بغاوت اور خروج کیا تو یزید نے ایک لشکر بھیج کر انہیں قتل کروا دیا، یہ ان کے سر اور ان کی عورتیں ہیں ہمیں یہاں پر رات ٹھہرنے کے لئے جگہ دی جائے۔

راوی کہتا ہے: راہب نے اس سر کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس سر سے نور بلند ہو رہا ہے

۔اس نے شمر سے کہا: ہماری بستی میں آپ کی فوج کو ٹھہرانے کی جگہ نہیں ہے لہذا ان سروں اور قیدیوں کو ہمارے حوالے کردو، ان کے بارے میں مت پریشان ہو اور تم لوگ بستی سے باہر رکو تا کہ اگر دشمن حملہ کردے تو دفاع کرسکو۔

شمر کو راہب کی تجویز پسند آئی، سر اور قیدی ان کے حوالے کئے اور خود بستی سے باہر رک گئے ۔راہب نے سروں کو ایک گھر میں جا کر رکھا اور وہیں پر قیدیوں کو بھی ٹھہرا دیا۔ جب رات ہوئی تو اس نے دیکھا کہ گھر کی چھت پھٹی اور ایک نورانی تخت اترا، جس پر نورانی خواتین سوار ہیں اور کوئی شخص منادی دے رہا ہے کہ راستہ چھوڑ دو، یہ خواتین حضرت حوّا، صفیہ، سارہ، مریم ،راحیل مادر یوسف، مادر موسیٰؑ، آسیہ، اور ازواج پیغمبر تھیں ۔

راوی کہتا ہے: سر امام حسین علیہ السّلام کو صندوق سے نکالا اور ایک ایک بی بی نے اس کا بوسہ لینا شروع کیا، جب فاطمہ زہرا کی نوبت آئی تو راہب کہتا ہے: مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا بس ایک آواز آرہی تھی اے میرے مظلوم لال! اے میرے شہید لال! ماں کا سلام ہو۔ جیسے ہی راہب نے یہ آواز سنی غش کھا کر گرا اور جب ہوش آیا تو سر مبارک کو اٹھایا اور کافور، مشک وزعفران سے اسے دھویا اور اسے اپنے سامنے رکھ کر گریہ کرتے ہوئے یہ کہنے لگا: اے بنی نوع آدم کے سردار! میں یہ سمجھتا ہوں کہ تو ہی وہ ذات ہے جس کی تعریف تورات وانجیل میں کی گئی، اس لئے کہ دنیا وآخرت کی خواتین تجھ پر گریہ کناں ہیں[59]۔

نبی کی آل سے جس شخص کو محبّت ہے
اسے نجات ملے گی یہ اک حقیقت ہے

غم حسین میں رونا ہماری فطرت ہے
وہ کیا بہائیں گے آنسو جنہیں عداوت ہے

جو شہر علم کو ان پڑھ کہیں معاذ اللہ
بنی اُمیہ میں اب تک وہی جہالت ہے

غم حسین کو دنیا مٹا سکتی نہیں
بقائے دین محمّد کی یہ ضمانت ہے

نثار ہوتے ہیں انصار شہ پہ مہدی دیں
فضیلتوں کی میسر انہیں ریاست ہے

وجود انکا نہ ہو تو جہاں فنا ہو جائے
بقائے مہدی سے دنیا و دیں سلامت ہے

امام وقت کو جانے بغیر مر جائے
تو اس کی موت حقیقت میں اک ہلاکت ہے

نماز فجر پڑھیں ترک راحتوں کو کریں
جہاد نفس ہی سب سے بڑی عبادت ہے

چمن جو کرب و بلا کا سجا ہے اکبر

جناب فاطمہ زہراء کی یہ ریاضت ہے

امام حسین علیہ السّلام پر گریہ کرنے کی فضیلت

امام حسین علیہ السّلام پر گریہ کرنے کی فضیلت کے بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ ان احادیث مبارکہ میں امام حسین علیہ السّلام کی مظلومیت پر گریہ کرنے کے بارے میں جو فضیلت نقل ہوئی ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اس امام مظلوم نے جو مصائب برداشت کئے ہیں اصحاب کو آنکھوں کے سامنے تڑپتے دیکھنا، بچوں کی پیاس، بھائیوں کی شہادت، عباس جیسے بھائی کے بازوؤں کا قلم ہونا، علی اکبر

جیسے حسین بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالنا، چھ ماہ کے شیر خوار کے گلے میں سہ شعبہ تیر کا لگتے دیکھنا یہ وہ مصائب ہیں جن کے مقابلے میں یہ ثواب کچھ بھی نہیں ہے؟!

تصور کا فراز عرش تک تو جانا آساں ہے
نشیب کربلا تک فکر انسانی نہیں جاتی

کونسا ایسا نبی ہے جس نے اتنے سارے مصائب برداشت کئے ہوں؟ جناب یوسف علیہ السّلام جب کئی سال بعد اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے سب سے پہلے یہ کہا: اے میرے فرزند! مجھے یہ بتا کہ جب تمہارے بھائی تمہیں میرے پاس سے لے کر گئے تھے تو انہوں نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حضرت یوسف نے عرض کیا: بابا جان! مجھے اس سلسلے میں معاف کریئے گا ،اس لئے کہ جناب یوسف جانتے تھے کہ میرے والد گرامی اسے برداشت نہیں کر پائیں گے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا: اچھا بیٹا اگر سارا واقعہ نہیں بتاتے تو کچھ ہی بتادو
کہا: بابا جان! جب مجھے کنویں کے پاس لے گئے تو مجھ سے کہا: اپنا پیراہن اتارو۔ میں نے کہا: اے بھائیو! کچھ خوف خدا کرو اور مجھے برہنہ مت کرو، انہوں نے چاقو نکالا اور کہنے لگے : اگر پیراہن نہیں اتاروگے تو تمہیں قتل کرڈالیں گے، میں نے مجبورا پیراہن اتارا تو انہوں نے مجھے اُٹھا کر کنویں میں پھینک دیا۔ جیسے ہی جناب یعقوب علیہ السّلام کی یہ مصیبت سنی تو فریاد

بلند کی اور غش کھا گئے [60]۔

جناب یعقوب علیہ السّلام نے حضرت یوسف پر آنے والی مصیبت کے کئی سال بعد اسے سنا اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ جناب یوسف سامنے صحیح و سالم موجود تھے لیکن پھر بھی برداشت نہ کر سکے، مگر امام حسین علیہ السّلام دین خدا بچانے کی خاطر اپنے جوان بیٹے کا لاشہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر لائے اور پھر بھی شکر خدا کرتے رہے۔ تو وہ مصائب جو امام حسین علیہ السّلام نے دین خدا کی پاسداری کی خاطر برداشت کئے ان کے مقابلے میں اگر کسی کو ان پر آنسو بہانے کے بدلے میں جنّت مل جائے تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ذیل میں ہم ان بعض احادیث کو نقل کر رہے ہیں جن میں امام حسین علیہ السّلام کی مظلومیت پر گریہ کرنے کا ثواب اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

پہلی حدیث

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

((من ذکرنا أو ذکرنا فخرج من عینه دمع مثل جناح بعوضة ،غفر الله له ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر)) [61]

جو شخص ہمیں یاد کرے یا اس کے سامنے ہمارا ذکر جائے اور اس کی آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر آنسو نکل آئے تو خداوند متعال اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

ایک مرتبہ جب علاّ مہ بحرالعلوم قدّس سرّ ہ سامراء جارہے تھے تو راستے میں امام حسین علیہ السّلام پر گریہ کرنے کی وجہ سے گناہوں کے بخشے جانے کے بارے میں فکر کرنے لگے کہ کیسے ممکن ہے خداوندمتعال ایک آنسو کے بدلے میں کسی انسان کے سارے گناہ بخش دے ؟

اتنے میں ایک گھوڑے سوار سامنے آیا، سلام کیا اور کہا: آپ پریشان نظر آرہے ہیں؟ اگر کوئی علمی مسئلہ ہے تو بتائیں شاید میں آپ کی مشکل کو حل کرسکوں۔

سید بحرالعلوم نے کہا: میں اس فکر میں مشغول تھا کہ کیسے خداوندمتعال امام حسین علیہ السّلام کے زائرین اوران پرگریہ کرنے والوں کواس قدرثواب عطا کرے گا کہ زائر کے ہرقدم کے بدلے میں ایک حج وعمرے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اوران پرگریہ کرنے والے کوایک قطرہ اشک کے بدلے میں بخش دے گا؟

وہ گھوڑا سوار کہنے لگا: تعجب مت کرو۔ میں تمہیں ایک داستان سناتا ہوں جس سے تمہاری مشکل حل ہوجائے گی ۔ایک مرتبہ ایک بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے دور نکل گیا، (پیاس نے اس پرغلبہ کیا) تو بیابان میں ایک خیمہ دکھائی دیا اس کے پاس پہنچا تو دیکھا ایک بوڑھی خاتون اپنے بیٹے کے ہمراہ موجود ہے ان کے پاس ایک بکری تھی جس کے دودھ سے وہ اپنا شکم سیر کیا کرتے اور کچھ نہ تھا ۔(انہوں نے جب بادشاہ کو دیکھا کہ بھوکا و پیاسا ہے) تو وہ بکری ذبح کرکے اسے کھلا دی جبکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ بادشاہ ہے، انہوں نے یہ کام فقط مہمان کے احترام میں کیا

۔بادشاہ نے رات وہیں پہ گذاری اور صبح واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹا اور ان سے ساری داستان بیان کی، کہ میں یہاں سے بہت دور نکل گیا تھا بھوک و پیاس نے مجھ پر غلبہ کیا تو ایک خیمہ میں داخل ہوا وہاں پہ ایک بڑھیا موجود تھی جو مجھے نہیں جانتی تھی لیکن اس کے باوجود اپنا سارا سرمایہ مجھ پر قربان کر دیا۔اب میں تم سے یہ مشورہ لینا چاہتا ہوں کہ اس بوڑھی عورت کے اس احسان کا بدلہ کیسے چکا سکتا ہوں؟

ایک نے کہا: اسے ایک سو گوسفند بخش کردو۔دوسرے نے کہا: اسے ایک سو گوسفند اور ایک سو اشرفی بخش دو۔تیسرے نے کہا: فلاں کھیتی والی زمین اسکے حوالے کردو۔

بادشاہ نے کہا: میں اسے جتنا بھی دے دوں پھر بھی کم ہے اگر اپنی سلطنت اور تاج دے دوں تب اس کا بدلہ چکا سکتا ہوں، اس لئے کہ اس کے پاس جو کچھ تھا سارے کا سارا مجھ پر قربان کر دیا، لہذا مجھے بھی چاہئے کہ جو کچھ میرے پاس ہے اسے عنایت کردوں۔

امام حسین علیہ السّلام کے پاس بھی جو کچھ تھا اپنا مال، اپنی اولاد، اپنے بھائی، اپنے اہل وعیال، اپنی جان سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا تو اب اگر خداوند متعال ان کے زائرین اور ان پر گریہ کرنے والوں کو اس قدر اجر وثواب عطا کر دے تو اس پر تعجب کیسا۔یہ کہہ کر وہ گھوڑے سوار وہاں سے غائب ہو گیا[62]۔

دوسری حدیث

ابان بن تغلب امام صادق علیہ السّلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((نفس المهموم لظلمنا تسبيح وهمّه لنا عبادة وكتمان سرّ نا جهاد في سبيل الله ثمّ قال أبوعبدالله عليه السّلام: يجب أن يُكتب هذا الحديث بالذّ هب))[63]

ہمارے ظلم پر غمزدہ سانس لینا تسبیح ہے اور ہماری خاطر غمگین ہونا عبادت ہے اور ہمارے راز کو مخفی رکھنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اور پھر فرمایا: ضروری ہے کہ اس حدیث کو سونے سے لکھا جائے۔

تیسری حدیث

امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں:

((من تذكّر مصابنا فبكى وأبكى لمّا ارتكب منّا، كان معنا في درجتنا يوم القيامة ،ومن ذكرنا بمصابنا فبكى وأبكى لم تبك عينه يوم تبكى العيون ،ومن جلس مجلسا يحيي فيه أمرنا لم يمت قلبه يوم يموت القلوب.))[64]

جو شخص ہم پر آنے والے مصائب کو یاد کر کے ان پر روئے یا دوسروں کو رلائے تو روز قیامت اس کا درجہ ہمارے برابر ہوگا۔ اور جو شخص ہماری مصیبت کو بیان کر کے روئے یا رلائے تو وہ اس دن اس کی آنکھ گریہ نہ کرے گی جس دن سب آنکھیں گریہ کناں ہوں گی۔ اور جو شخص ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارے امر کو زندہ کیا جارہا ہو تو اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا جس دن سب دل مردہ ہوں گے۔

چوتھی حدیث

سعد ازدی نے روایت نقل کی ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے فضیل سے فرمایا:

((تجلسون وتحدّثون؟ قال: نعم، جعلت فداک. قال: انّ تلک المجالس اُحبّھا، واَحیوا اُمرنا یا فضیل، فرحم اللّٰہ من اُحیا اُمرنا. یا فضیل من ذکرنا اُو ذُکرنا عندہ فخرج من عینہ مثل جناح الذباب غفر اللّٰہ لہ ذنوبہ ولو کانت اُکثر من زبد البحر))[65]

کیا تم مل بیٹھ کر گفتگو کرتے ہو؟ عرض کیا: ہاں، میں آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا: بے شک میں ان مجالس کو دوست رکھتا ہوں، پس اے فضیل! ہمارے امر کو زندہ رکھو، خدا کی رحمت ہو اس پر جو ہمارے امر کو زندہ رکھے۔

اے فضیل! جو شخص ہمارا ذکر کرے یا اس کے پاس ہمارا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر آنسو نکل آئے تو خداوند متعال اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

پانچویں حدیث

محمد بن ابی عمّارہ کوفی نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن جعفر علیہما السّلام سے سنا وہ فرما رہے تھے:

((من دمعت عینه فینا دمعة لدم سفك لنا، أو حقّ لنا انقضاء، أوعرض انتهك لنا، أو لأحد من شیعتنا بوّاه الله تعالیٰ بها من الجنّة حُقبا.))[66]

جو شخص ہمارے خون کے بہنے یا ہمارے حق کے غصب ہونے یا ہماری اور ہمارے شیعوں میں سے کسی کی حرمت کے پامال ہونے پر ایک قطرہ آنسو بہائے تو خداوند متعال اسے اس آنسو کے بدلے میں ہمیشہ کے لئے جنّت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

ہر درد لا دوا کی دوا ہے کربلا کے بعد
بن جائے گی یہ خاک، شفا کربلا کے بعد
تلوار ہارتی رہی سر جیتتے رہے
ایسا تو معرکہ نہ ہوا کربلا کے بعد
اصغر سے ہار مان لی ظالم نے اس طرح
پھر کوئی حرملہ نہ ہوا کربلا کے بعد
بیعت کا سوال نہ اب اٹھے گا کبھی
نوک سناں سے شہ نے کہا کربلا کے بعد
چہرے اب نہ بال کسی کے ہٹائے گی
محتاط ہو گئی ہے ہوا کربلا کے بعد
ظلم و ستم کی دھوپ سے اسلام بچ گیا
زینب کی اوڑھ لی جو ردا کربلا کے بعد
عباس کی تھے جان وفا کربلا تلک

عباس اب ہے جان وفا کربلا کے بعد
عباس کے لبوں کو پانی نہ چھو سکا
قدموں میں تھک کے بیٹھ گیا کربلا کے بعد
کہنا خطائے حر کو خطا بھی ہے اک خطا
رومال سیّدہ نے کہا کربلا کے بعد
اصغر تمہارے خشک لبوں کا یہ فیض ہے
پیاسہ نہ کوئی طفل رہا کربلا کے بعد
سینے پہ اپنے زخم بہتر لئے ہوئے
بیمار بانٹتا ہے دوا کربلا کے بعد
کعبہ گواہ حرمت کعبہ گواہ ہے
زندہ ہوا ہے دین خدا کربلا کے بعد
پہلے ان آنسوؤں کی تو قیمت نہ تھی کوئی
یہ قیمتی ہوئے ہیں رضا کربلا کے بعد

چھٹی حدیث

امام صادق علیہ نے فرمایا:

((نظر امیر المؤمنین ـ صلوات الله علیه ـ الی الحسین (علیه السّلام) فقال: یا عبرة کلّ مؤمن! فقال: أنا یا ابتاه؟ قال: نعم یا بنیّ)) [67]

امیر المؤمنین علیہ السّلام نے حسین علیہ السّلام پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: اے ہر مومن کی آنکھ کے آنسو۔ عرض کیا: بابا جان! میں ہر مومن کی آنکھ کا آنسو ہوں؟ فرمایا: ہاں، میرے فرزند۔

ساتویں حدیث

حسن بن علی بن عبداللہ نے ابی عمّارہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

((ما ذکر الحسین بن علیّ علیه السّلام عند أبی عبد الله علیه السّلام فی یوم قطّ فرئی أبو عبدالله مُبتسما فی ذلك الیوم الی اللیل وکان أبو عبدالله یقول: الحسین عبرة کلّ مؤمن.)) [68]

جب کبھی امام صادق علیہ السّلام کے پاس امام حسین علیہ السّلام کا تذکرہ کیا جاتا تو وہ پورا دن ان کے لبوں پر مسکراہٹ دکھائی نہ دیتی اور فرمایا کرتے: حسین ہر مومن کی آنکھ کا آنسو ہیں۔

آٹھویں حدیث

امام باقر علیہ السّلام نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السّلام سے نقل کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے:

((أیّما مؤمن دمعت عیناه لقتل الحسین بن علی علیهما السّلام دمعة حتّی

تسیل علی خدّه بوّأه الله بها فی الجنّة غرفا یسکنها أحقابا ،وأیّما مؤمن دمعت عیناه دمعا حتّی تسیل علی خدّه لأذی مسّنا من عدّونا فی الدّنیا بوّأه الله مبوّأ صدق فی الجنّة ،وأیّما مؤمن مسّه أذی فینا فدمعت عیناه ،حتّی یسیل دمعه علی خدّیه من مضاضة ما أوذی فینا صرف الله عن وجهه الأذی وآمنه یوم القیامة من سخط النّار.))[69]

جس شخص کی آنکھ سے حسین بن علی علیہما السّلام کی شہادت پر آنسو نکل کر اس کے رخسار پر بہے تو خداوندمتعال اسے اس کے بدلے میں ہمیشہ کے لئے جنّت میں مکان عطا فرمائے گا،اور جس شخص کے رخسار پر ہمارے اوپر دشمن کی طرف سے ڈھائے گئے مصائب پر آنسو جاری ہو تو خدا وند متعال اسے جنّت میں صدیقین کا مرتبہ عطا کرے گا ،اور جسے ہماری راہ میں کوئی اذیت پہنچے اور اس کے رخسار پر آنسو جاری ہو جائے تو خداوندمتعال اسے رنج وغم سے محفوظ رکھے گا اور اسے روز قیامت جہنّم کے غضب سے امان میں رکھے گا۔

نویں حدیث

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام میں نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب یہ آیت مجیدہ

((واذأخذنا میثاقکم لا تسفکون دمائکم...))

یہودیوں اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے پیغمبر سے باندھے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ،انبیاء کو جھٹلایا اور خدا کے دوستداروں کو قتل کیا۔تو اسوقت آپ نے فرمایا:

میں تمہیں اس امّت کے یہودیوں کی خبر دیتا ہوں جو اُن سے شباہت رکھتے ہیں۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیسے؟

فرمایا: میری امّت کا ایک گروہ جو اپنے کو اس امّت اور اس ملّت میں شامل سمجھتا ہے میری آل کے افضل ترین افراد کو قتل کرے گا، میری سنّت اور شریعت کو بدل ڈالے گا اور میرے دو فرزند حسن و حسین کو اسی طرح شہید کرے گا جس طرح پہلے والے یہودیوں نے زکریا اور یحییٰ کو شہید کیا۔خداوند متعال ان پر اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح اُن پر لعنت کی تھی اور ان کی اولاد پر حسین مظلوم کی نسل میں سے ایک ہادی و مہدی مبعوث کرے گا جو اپنے دوستوں کی تلواروں سے انہیں جہنم کی آگ میں جلا ڈالے گا۔

خبردار! خداوند متعال نے حسین کے قاتلوں، ان کو دوست رکھنے والوں، ان کی مدد کرنے والوں اور بغیر تقیہ کے ان پر لعنت نہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

خداوند متعال اپنی رحمت و شفقت سے حسین پر گریہ کرنے والوں پر درود بھیجتا ہے اور ان پر بھی درود بھیجتا ہے جو ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجے۔آگاہ ہو جاؤ! جو لوگ حسین کے قتل پر راضی ہیں وہ ان کے قتل میں شریک ہیں۔آگاہ ہو جاؤ! انہیں شہید کرنے والے، ان کے دشمنوں کی مدد اور ان کی پیروی کرنے والوں کا دین خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

خداوند متعال ملائکہ مقرّبین کو حکم فرمائے گا کہ حسین کی مصیبت اور ان کی عزاداری میں بہائے جانے والے آنسوؤں کو جمع کر کے خازن جنّت کے پاس لے جائیں تاکہ وہ انہیں آب حیات میں مخلوط کر دے جس سے اس کی خوشبو میں ہزار برابر اضافہ ہو جائے گا۔

اور ملائکہ ان کے قتل پر خوش ہونے والوں کے آنسوؤں کو اکٹھا کر کے انہیں جہنّم کے مشروبات میں ڈال دیں گے جو خون، پیپ اور بدبودار پانی کی صورت اختیار کر لیں گے اور اس سے جہنّم کی گرمی میں شدّت آجائے گی تاکہ آل محمّد علیہم السّلام کے دشمنوں پر عذاب کو ہزار برابر کر دیا جائے[70]۔

دسویں حدیث

امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السّلام فرماتے ہیں:

((انّ الله تبارك وتعالٰی اطّلع الی الأرض فاختارنا ،واختار لنا شیعة ینصروننا ، ویفرحون لفرحنا ویحزنون لحزننا ،یبذلون أموالهم وأنفسهم فینا ،أولئك منّا و الینا وقال: كلّ عین یوم القیامة باكیة وكلّ عین یوم القیامة ساهرة الاّ عین من اختصّه الله بكرامته وبكٰی علی من ینتهك من الحسین وآل محمّد.))[71]

خداوند متعال زمین کی طرف متوجہ ہوا تو ہمارا انتخاب کیا اور ہمارے لئے شیعوں کا انتخاب کیا جو ہماری مدد و نصرت کرتے ہیں، ہماری خوشی میں خوش اور ہماری مصیبت پر غمگین ہوتے ہیں، ہماری راہ میں اپنا مال و جان قربان کرتے ہیں وہ ہم میں سے ہیں اور ہماری ہی جانب آئیں گے۔ (اور پھر فرمایا:) روز قیامت ہر آنکھ گریہ کناں اور بیدار ہوگی سوا اس آنکھ کے جسے خدا نے اپنی کرامت اور حسین و آل محمد کی بے حرمتی پر رونے کی وجہ سے انتخاب کر لیا ہو۔

گیارہویں حدیث

ریّان بن شبیب نقل کرتے ہیں کہ میں پہلی محرم کے دن امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

((یابن شبیب !أصائم أنت ؟فقلت :لا ،فقال: انّ هذا الیوم هو الیوم الّذی دعا فیه زکریّا علیه السّلام ربّه عزّوجلّ فقال: (ربّ هب لی من لدنك ذرّیة طیّبة انّك سمیع الدّعا)[72] فاستجاب الله له وأمر الملائکة ،فنادت زکریّا وهو قائم یصلیّ فی المحراب أنّ الله یبشّرك بیحیٰی، فمن صام هذا الیوم ثمّ دعا الله عزّوجلّ استجاب الله له کما استجاب لزکریّا علیه السّلام ۔

ثمّ قال : یابن شبیب ! انّ المحرّم هو الشّهر الّذی کان أهل الجاهلیة فیما مضٰی یحرّمون فیه الظلم والقتال لحرمته ،فما عرفت هذه الأمّة حرمة شهرها ولا حرمة نبیّهاؐ ،لقد قتلوا فی هذا الشهر ذریّته ، وسبوا نسائه ، وانتهبوا ثقله ،فلا غفر الله لهم بذلك أبدا ۔

یابن شبیب ! ان کنت باکیا لشیء فابك للحسین بنعلی بن أبی طالب علیهم السّلام فانّه ذبح کما یذبح الکبش ، وقتل معه ثمانیة عشر رجلا ، مالهم فی الاأرض شبیه ،ولقدبکت السّماوات السّبع والأرضون لقتله ، ولقد نزل الی الأرض من الملائکة أربعة آلاف لنصره ،فوجدوه قد قتل ،فهم عندقبره شعث غُبر الی أن یقوم القائم ، فیکونون من أنصاره ،

وشعارهم ((يالثارات الحسين)).

يابن شبيب ! لقد حدّثني أبي عن أبيه عن جدّه عليه السّلام أنّه: لمّا قتل الحسين جدّي ـ صلوات الله عليه ـ أمطرت السّماء دما وترابا أحمرا ـ

يابن شبيب ! ان بكيت على الحسين حتّى تسير دموعك على خدّيك ،غفر الله لك كلّ ذنب أذنبته صغيرا كان أو كبيرا ،قليلا أو كثيرا ـ

يابن شبيب ! ان سرّك أن تلقى الله عزّ وجلّ ولا ذنب عليك فزر الحسين عليه السّلام.

يابن شبيب ! ان سرّك أن تسكن الغرف المبنيّة في الجنّة مع النّبيّ صلّى الله عليه وآله وسلّم فالعن قتلة الحسين عليه السّلام ـ

يابن شبيب ! ان سرّك أن يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين، فقل متى ما ذكرته :(ياليتني كنت معهم فأفوز فوزا عظيما) [73]

يابن شبيب ! ان سرّك أن تكون معنا في الدرجات العُلى من الجنان، فاحزن لحزننا ،وعليك بولايتنا ،فلو أنّ رجلا تولّى حجرا حشره الله معه يوم القيامة))[74].

اے ابن شبیب ! کیا روزے سے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں ،فرمایا: یہ وہ دن ہے جس دن حضرت زکریا علیہ السّلام نے دعا مانگی کہ اے پالنے والے مجھے نیک اولاد عطا فرما۔تو خداوند متعال نے ان کی دعا قبول کی اور ملائکہ کو حکم دیا (کہ انہیں بشارت دیں) ملائکہ نے ندادی اور یحییٰ کی بشارت دی جبکہ وہ محراب میں نماز ادا کر رہے تھے۔

پھر فرمایا: اے ابن شبیب! محرم وہ مہینہ ہے جس میں اہل جاہلیت اس کے احترام کی خاطر ظلم وقتال کو حرام سمجھتے تھے لیکن اس امّت نے اس مہینے اور اپنے پیغمبر کی حرمت کا خیال نہ رکھا ۔اس مہینے میں اپنے نبی کی آل کو قتل کیا ،ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان کا مال لوٹ لیا، خداوند متعال ان کے اس گناہ کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

اے ابن شبیب! اگر کسی پر گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السّلام پر گریہ کرو اس لئے کہ انہیں اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت کے اٹھارہ ایسے مردوں کو شہید کیا گیا جن کی زمین پر کوئی مثال نہ تھی۔

بے شک ساتوں آسمان وزمین ان پر روئے اور ان کی مدد ونصرت کے لئے آسمان سے چار ہزار ملائکہ نازل ہوئے لیکن جب پہنچے تو شہید کر دیئے جا چکے تھے لہذا وہ ملائکہ خاک آلودہ بالوں کے ساتھ وہیں ان کی قبر پہ رک گئے یہاں تک کہ قائم کا ظہور ہو اور وہ ان کے انصار بنیں اور ان کا شعار یہ ہے ((یالثارات الحسین))۔

اے ابن شبیب! میرے باپ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے جدّ سے یہ نقل کیا : جب میرے دادا حسین کو شہید کیا گیا تو آسمان نے سرخ خون اور خاک برسائی۔

اے ابن شبیب! اگر تو حسین پر اس قدر آنسو بہائے کہ تیرے رخسار پر جاری ہ وجائے تو خداوند متعال تمہارے سب چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف کر دے گا چاہے وہ کم ہوں یا زیادہ۔

اے ابن شبیب! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جب خدا کی بارگاہ میں پیش ہو تو گناہوں سے پاک ہو

توحسین علیہ السّلام کی زیارت کر۔

اے ابن شبیب ! اگر پیغمبر کے ہمراہ جنّتی مکانوں میں رہنا پسند کرتا ہے توحسین علیہ السّلام کے قاتلوں پر لعنت بھیج۔

اے ابن شبیب ! اگرتو یہ چاہتا ہے کہ تیرا شماران لوگوں کے ساتھ ہو جوحسین علیہ السّلام کے ساتھ شہید ہوئےتو جب بھی انہیں یاد کرے یہ کہہ: یالیتنی کنت معھم وأ فوزفوزا اعظیما.(سورہ نساء:۷۳.)

اے ابن شبیب ! اگرتو یہ پسند کرتا ہے کہ ہمارے ساتھ جنّت کے بلند درجات پر فائز ہوتو ہمارے غم میں غم مناؤاور ہماری خوشی میں خوش ہو،اور تجھ پر ہماری ولایت واجب ہے،اس لئے کہ اگرکوئی شخص پتھر سے محبّت کرتا ہےتو خداوندمتعال اسےاسی کے ساتھ محشور کرے گا۔

عمرولیث ایک شیعہ بادشاہ تھےایک دن اپنےلشکرکی دیکھ بھال کے لئے نکلےتومعلوم ہوا کہ اس کےلشکرکی تعدادایک لاکھ بیس ہزار ہوچکی جیسے ہی سنا اپنے کوگھوڑے سے گرایا اورسر سجدے میں رکھ کرگریہ کرنے لگے۔

جب تھوڑی دیر بعد سر سجدے سے اٹھایا تو ایک غلام نے آگے بڑھ کر کہا: اے بادشاہ سلامت! جس کے پاس اتنے غلام، اتنا بڑالشکراور پھرکوئی مشکل بھی نہ ہوتو اسےتو چاہئے کہ دوسروں کورلائے اورخود نہ روئے،دوسروں پر ہنسے اورکسی کو اپنے اوپر ہنسنے نہ دے۔اس گریے کاسبب کیاہے؟

عمرولیث نے کہا: جب میں نے اپنےلشکرکی تعداددیکھی تو مجھے واقعہ کربلا یادآ گیا اور میں یہ

آرزو کرنے لگا کہ اے کاش! میں اس لشکر کے ساتھ کربلا کے صحرا میں ہوتا اور فاسقوں کی گردنیں اڑاتا یا پھر خود اپنی جان قربان کر کے بلند درجات پر فائز ہوتا۔
جب اسے موت آئی تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ سر پر قیمتی تاج سجائے ،خوبصورت کمر بند باندھے ہوئے ہے اور اس کے دائیں بائیں غلام اور سامنے حوریں ہیں ۔جب اس پوچھا گیا کہ یہ مقام تجھے کیسے ملا تو کہا: خداوند متعال نے میرے دشمنوں کو مجھ سے راضی کر دیا اور میرے گناہوں کو بخش دیا اور یہ اس آرزو کی وجہ سے جو میں نے امام حسین علیہ السّلام کی مدد ونصرت کے لئے کی تھے[75]۔

بارہویں حدیث

امام صادق علیہ السّلام نے زرارہ سے فرمایا:
(([]یازرارة[]انّ السّماء بکت علی الحسین علیه السّلام أربعین صباحا بالدّم ، وانّ الأرض بکت أربعین صباحا بالسّواد ، وانّ الشّمس بکت أربعین صباحابالکسوف والحمرة ، وانّ الجبال انقطعت وتنثرت،وانّ البحار تفجّرت،وانّ الملائکة بکت أربعین صباحا علی الحسین، وما اختضبت منّا امرأة و لاادهنت ولاا کتحلت حتّی أتینا رأس عبید الله بن زیاد(لعنه الله) وما زلنا فی عبرة بعده،وکان جدّی اذاذ کره بکٰی حتّی تملأ عیناه لحیته،وحتّی یبکی لبکائه رحمة له من رءاه...))[76]۔
اے زرارہ ! بے شک آسمان چالیس دن تک حسین علیہ السّلام پرخون رویا،زمین نے

چالیس دن تک سیاہی کی صورت میں ان پرگریہ کیا،سورج نے چالیس دن تک گرہن اورسرخی کی صورت میں ان پر گریہ کیا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر پراکندہ ہوگئے، دریا کی موجوں میں شدّت آگئی، اس مظلوم کی شہادت کے بعد ہماری عورتوں نے نہ تو مہندی لگائی، نہ بالوں میں تیل، نہ آنکھوں میں سرمہ اور نہ ہی پاؤں میں پازیب ڈالی، یہاں تک کہ عبیداللہ بن زیاد ملعون کا سر ہمارے پاس لایا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہم ہمیشہ گریہ کناں ہیں۔(اور پھر فرمایا:) میرے دادا امام زین العابدین علیہ السّلام کی یہ عادت تھی کہ جب بھی اس مصیبت کا تذکرہ کرتے تو گریہ کرنے لگتے، یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ اوراس قدر شدید گریہ کرتے کہ ہر دیکھنے والا ان پر ترس کھاتے ہوئے گریہ کرنے لگتا۔

تیرہویں حدیث

ابن عباس نے پیغمبر سے ایک طولانی روایت نقل کی ہے جس کا ایک حصّہ ہم یہاں پر نقل کریں گے کہ جب جناب جبرائیل علیہ السّلام نے رسول خدا کو امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کی خبر دی اور پیغمبر نے امام حسین علیہ السّلام کو بتایا تو انہوں نے کہا:

((...وأنایاجدّاہ ! وحقّ ربّی وحقّك أن لم یدخلواالجنّة لم أدخل قبلهم ،وأطلب من ربّی أن یجعل قصورهم مجاورةلقصری یوم القیامة)).

اے نانا جان! مجھے اپنے ربّ اور آپ کے حق کی قسم، میں اس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہوں گا جب تک کہ وہ داخل نہ ہوجائیں۔ اور میں اپنے ربّ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ

روز قیامت ان کے قصر کو میرے قصر کے ساتھ قرار دے۔

چودہویں حدیث

علاّمہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

لمّا أخبر النّبیّ ابنته فاطمة بقتل ولدها الحسین وما یجری علیه من المحن بکت فاطمة بکاء شدیدا ،وقالت: یاأبه متٰی یکون ذلك ؟قال:فی زمان خال منّی ومنك ومن علیّ ،فاشتدّ بکائها وقالت: یاأبه ،فمن یبکی علیه ؟ومن یلتزم باقامة العزاء له؟فقال النّبیّ:یافاطمة انّ نساء أُمّتی یبکون علی نساء أهل بیتی ،ورجالهم یبکون علی رجال اهل بیتی،ویجدّدون العزاء جیلا بعد جیل،فی کلّ سنة فاذا کان یوم القیامة تشفعین أنت للنساء وأنا للرّجال وکلّ من بکی منهم علی مصائب الحسین أخذنا بیده وأدخلناه فی الجنّة .یا فاطمة کلّ عین باکیة یوم القیامة الاّ عین بکت علی مصائب الحسین فانّها ضاحکة مستبشرة بنعیم الجنّة[77]۔

جب رسول خدا نے حضرت فاطمہ کو ان کے بیٹے حسین کی شہادت اور ان پر آنے والے مصائب کی خبر دی تو انہوں نے شدید گریہ کیا اور عرض کیا: اے باباجان! یہ واقعہ کب پیش آئے گا؟ فرمایا: جب نہ میں ہوں گا، نہ تم ہوگی اور نہ علی ہوں گے۔فاطمہ زہرائؑ نے مزید گریہ کیا اور عرض کیا: باباجان! کون ان پر گریہ کرے گا؟ اور کون ان کی عزاداری برپا کرے گا؟ فرمایا: اے فاطمہ! میری امت کی عورتیں ہمارے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی اور

ان کے مرد ہمارے مردوں پر روئیں گے، اوران کی عزاداری ہر سال ایک نسل سے دوسری نسل زندہ رکھے گی ،اور جب روز قیامت آئے گا تو تم عورتوں کی شفاعت کرو گی اور میں مردوں کی۔اورجس جس نے حسین پر گریہ کیا ہوگا ہم اس کا ہاتھ تھام کر اسے جنّت میں داخل کردیں گے۔اے فاطمہ! روز قیامت ہر آنکھ گریہ کناں ہوگی سوااس آنکھ کے جس نے حسین پر گریہ کیا ہو کہ وہ اس دن جنّت کی نعمتوں کی وجہ خوشحال ہوگی۔

گریہ نہ کرنے کے اسباب

آنکھ سے آنسو جاری نہ ہونے کے اسباب وہی امور بیان کئے گئے ہیں جو سنگدلی اور شقاوت قلب کا باعث بنتے ہیں سنگدلی ان امور میں سے ہے جو انسان کو الطاف ربّانی ،نعمات پروردگار اور دنیا و آخرت کی سعادت کی راہوں سے دور رکھتے ہیں۔اسی لئے تو آئمہ معصومین علیہم السّلام نے اپنے چاہنے والوں کو یہ درس دیا ہے کہ ہمیشہ پروردگار سے دل کی سختی کی پناہ مانگتے رہو، یہ شقی القلب ہونا ہی باعث بنا کہ امّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نبی کے نواسے اور جوانان جنّت کے سردار کے قتل پر تیار ہوگئی۔سید بن طاوؤس نے ایک دعا میں یہ جملہ نقل کیا ہے:

((اللّٰھمّ أعوذ بک من قلب لا یخشع وعین لا تدمع.))[78]

خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو خشوع نہ رکھتا ہو اور ایسی آنکھ سے جو اشک نہ بہاتی ہو۔

دل کی بیماریوں میں سے سب سے بدترین بیماری اس کی قساوت ہے جو غضب خدا کا باعث بنتی ہے روایت میں نقل ہوا ہے:

((ما غضب اللّٰہ علی قوم ولا انصرف رحمته عنهم الاّ لقساوتهم))[79]

خداوند متعال نہ تو کسی قوم پر غضبناک ہوا اور نہ ہی اپنی رحمت کو ان سے منقطع کیا مگر ان کی سنگدلی کی وجہ سے۔

ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے:

((ما مرض قلب أشدّ من القسوة.))[80]

سنگدلی سے بڑھ کر کوئی دل کی بیماری نہیں ہے۔

مؤمنین کرام کو چاہئے کہ وہ اس بیماری سے اپنے کو محفوظ رکھیں ورنہ ممکن ہے کہ دل کی یہ بیماری انہیں اپنے مولائے حقیقی سے دور کر کے جہنّم پہنچا دے۔

سنگدلی کا علاج

آئمہ معصومین علیہم السّلام نے انسانوں کو اس بیماری سے بچانے کے لئے چند ایک چیزوں کی نصیحت فرمائی ہے جن پر عمل کرتے ہوئے وہ خود کو شقاوت قلب سے نجات دے سکتے ہیں:

۱۔ تلاوت قرآن:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرمایا:

((یاعلی! تنوّر القلب قرائة قل هو الله أحد)) [81]

اے علی! سورہ قل ھواللہ اَحد کی تلاوت دل کو نورانی کرتی ہے۔

۲۔علماء کی ہم نشینی:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا:

((یا علی ! خمسة تجلوا القلب وتذهب القساوة :مجالسة العلماء ورأس اليتيم و كثرة الاستغفار وسهر الكثير والصوم بالنهار.)) [82]

اے علی! پانچ چیزیں دل کو روشن اور سنگدلی کو دور کرتی ہیں: علماء کی ہم نشینی، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا، کثرت استغفار، کم سونا اور دن روزے سے گذارنا۔

۳۔کم کھانا:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین علیہ السّلام سے فرمایا:

((یاعلی !تنوّر القلب...وقلّة الأكل.)) [83]

اے علی! کم کھانا دل کی نورانیت کا باعث بنتا ہے۔

٤۔ذکر خدا کا ترک نہ کرنا:

خداوندمتعال نے حضرت موسیٰؑ کو خطاب فرمایا:

((یاموسیٰ! لاتدع ذکری علی کلّ حال انّ ترك ذکری یقسی القلوب.)) [84]

اے موسیٰؑ! میرے ذکر کو کسی حال میں مت ترک کرنا، بے شک میرے ذکر کا ترک کرنا دلوں کے سخت ہونے کا باعث بنتا ہے۔

۵۔ کم بولنا:

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:

((لا تکثروا کلامکم فتقسوا قلوبکم ومن کثر کلامه قلّ عقله وقسی قلبه.)) [85]

زیادہ مت بولو کہ دلوں کو سخت کر بیٹھو گے۔ جو زیادہ بولتا ہے اس کی عقل کم ہو جاتی ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے۔

٦۔ گمراہوں سے دور رہنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أربعة مفسدة للقلوب... الی أن قال: مجالسته الموتی، فقیل: یا رسول الله! وما مجالسته الموتی؟ قال: مجالسته کلّ ضالّ عن الایمان.)) [86]

چار قسم کے لوگ دلوں کو فاسد کرتے ہیں ... یہاں تک کہ فرمایا: مُردوں کے ساتھ ہم نشینی۔ لوگوں نے سوال کیا: یا رسول اللہ! مُردوں کے ساتھ ہم نشینی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ہر گمراہ

شخص کے ساتھ بیٹھنا ہے۔

۷۔دنیا کی فکر نہ کرنا:

روایت میں بیان ہوا ہے:

((تفرّغوا من هموم الدّنیا ما استطعتم فانّه من کانت الدّنیا همّته قسی قلبه و کان فقره بین عینیه)) [87].

جس قدر ممکن ہو خود کو دنیا کی فکر سے آزاد رکھو، اس لئے کہ جس کی ساری کوشش دنیا کے لئے ہوتی ہے اس کا دل سخت ہوجاتا ہے اور فقر و تنگدستی اس کی آنکھوں کے سامنے رہتی ہے (یعنی وہ دنیا کے سوا کچھ دیکھتا ہی نہیں ہے)۔

۸۔زیادہ مال جمع نہ کرنا:

امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا:

((انّ کثرة المال مفسدة للدّین و مفساة للقلوب)) [88]

بے شک مال کی کثرت دین کو فاسد اور دلوں کو سخت بنا دیتی ہے۔

۹۔گناہ نہ کرنا:

امیرالمؤمنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

((ما من شيء أفسد للقلب من خطيئة)) [89]

گناہ سے بڑھ کر کوئی شے دل کو فاسد نہیں کر سکتی۔

۱۰۔ مال حرام سے بچنا:

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا:

((یا علی! من أکل الحرام سوّد قلبه))

اے علی! جس نے حرام کھایا اس نے اپنا دل سیاہ کیا۔

اگر انسان دل کی اس بیماری کا علاج نہ کرے تو ممکن ہے کہ اپنے زمانے کے امام سے مقابلے پر اُتر آئے جیسا کہ کربلا کے میدان میں جب یزیدیوں نے امام حسین علیہ السّلام کے خطبے پر توجہ نہ دی تو اس وقت فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: قد ملئت بطونکم من الحرام۔ تمہارے شکم حرام سے بھر چکے ہیں اس لئے تم اپنے زمانے کے امام کی بات سننے کو تیار نہیں ہو اور آج بھی کتنے لوگ ایسے ہیں جو امام زمانہ عجّل اللہ فرجہ الشّریف کی نافرمانی کر رہے ہیں جبکہ وہ اس بات کی طرف کبھی توجہ ہی نہیں کرتے کہ اس کا سبب کیا ہے۔

امام زمانہ ذاکر حسین

واعظ اہل بیت مرحوم شیخ احمد کافی رضوان اللہ تعالی علیہ نقل کرتے ہیں کہ مرحوم ملاّ احمد مقدّس

اردبیلی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ طلاّب کے ہمراہ امام حسین کی زیارت کرنے کربلا جاتے تو ہمارے قافلہ میں ایک طالب علم تھا جو مصائب امام حسین بیان کیا کرتا اور خدا نے اسے عجیب انداز مصائب دیا تھا علاّ مہ مقدّس اردبیلی کہتے ہیں ہم امام حسین کے چہلم کے دن کربلا میں پہنچے تو دیکھا ہر طرف بھیڑ ہی بھیڑ ہے میں نے طالب علموں سے کہا: وہ طالب علم کہاں ہے جو مصائب پڑھا کرتا تھا کہا نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا، میں نے کہا جاؤ اسے ڈھونڈ کے لاؤ۔ طالب علموں نے اندر بہت بھیڑ ہے آپ ادھر ہی ایک کونے کھڑے ہو کر زیارت پڑھ لیں تاکہ زائرین کے لئے مزاحمت ایجاد نہ ہو۔ میں نے طالب علموں کو جمع کر کے پوچھا کہ وہ طالب علم کہاں گیا تاکہ مصائب سناتا، اتنے میں ایک عربی شخص مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور کہا: اے مقدّس اردبیلی کیا پروگرام ہے؟ میں نے کہا: زیارت پڑھنا چاہتا ہوں۔ کہا اچاھ بلند آواز سے پڑھو تاکہ میں بھی سن سکوں۔ میں نے بلند آواز سے زیارت پڑھی تو اس نے مجھے زیارت کے بعض لطیف نکات کی طرف متوجہ کیا اور کہا تم اس طالب علم سے کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہم اس سے مجلس سننا چاہتے ہیں۔ کہا اگر میں سنا دوں تو پھر؟ ہم نے کہا: اگر پڑھنا جانتے ہو تو سنا دو۔ اب اس نے امام حسین کی ضریح کی طرف منہ کیا اور عجیب انداز میں مصائب پڑھا کہ ہمیں منقلب کر دیا۔ اور پھر ایک جملہ کہا: یا ابا عبداللہ یہ طلاّب اور میں اس منظر کو کیسے بھول ہیں جب آپ نے اپنی بہن زینب کو الوداع کیا تھا۔ علاّ مہ مقدّس اردبیلی فرماتے ہیں: جب میں سر اٹھا کر دیکھا تو وہ عربی نوجوان وہاں سے غائب ہو چکا تھا اس وقت میں سمجھا کہ وہ امام زمانہ عجّل اللہ فرجہ الشریف تھے۔

عزاداروں کی خدمت کا ثواب

صاحب کتاب اسرار الشہادۃ ایک معتبر واسطے سے (علاّمہ بحر العلوم کے مشہور شاگرد شیخ حسین تبریزی سے) نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دن غروب آفتاب کے وقت وادی السّلام میں موجود تھا اور نجف اشرف جانا چاہتا تھا کہ اچانک دیکھا گھوڑوں پر سوار ایک جماعت آرہی ہے اور ان کے آگے آگے ایک نورانی چہرے والا شخص ہے جو دوسروں سے بالکل الگ نظر آرہا ہے۔ جب یہ لوگ میرے پاس پہنچے تو میں نے ان میں سے دو افراد کو پہچان لیا اور ان کے قریب گیا، سلام کیا اور انہیں ان کے نام سے پکارا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: ہم وہ نہیں ہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں بلکہ ہم تو ملائکہ ہیں اور وہ شخص جو سب سے آگے آگے ہے وہ اہواز کے رہنے والے ایک نیک شخص کی روح ہے اور ہم سب کو اس کے استقبال کا حکم دیا گیا ہے آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا، انہوں نے اس کے گھوڑے کی رکاب پکڑی اور ایک ایسی جگہ لے گئے جہاں ہر طرح کی نعمتیں ہی نعمتیں تھیں، ہر طرف چراغوں نے نور پھیلا رکھا تھا۔ اور اس کا عجیب احترام کیا گیا، جنّتی کھانوں کا دستر خوان بچھایا گیا، انواع واقسام کے کھانے لائے گئے ...اس شخص میں تین خصوصیات تھیں جس کی وجہ سے یہ مقام ملا:

۱۔ اہل بیت رسول علیہم السّلام سے بے پناہ محبت کیا کرتا۔

۲۔ ہمیشہ رزق حلال کھاتا۔

۳۔سال کے اخراجات سے جو بچ جاتا اسے غریبوں اور امام حسین کی عزاداری کی راہ میں خرچ کر دیتا۔

یہی نیکی باعث بنی کہ خداوند متعال نے اسے اتنا بلند مقام عطا کیا کہ ملائکہ بھی اس کا استقبال کررہے[90]۔

مؤمنین کی ذمہ داری

عزاداری امام مظلوم دین مقدّس اسلام کی بقاء کی ضامن ہے اور پوری امّت اسلامیہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دین کی بقاء کی خاطر امام حسین علیہ السّلام کی عزاداری کو احسن طریقے سے برپا کرنے کی کوشش کرے جس میں پیش قدم ماتمی عزادار ہیں جو اپنی جانوں پر کھیل کر اس عزاداری کی راہ میں آنے والی مشکلات کا سامنا کرتے ہیں ذیل میں ہم عزاداروں کی ذمہ داریاں بیان کررہے ہیں تاکہ وہ ان کا مطالعہ اور ان پر عمل پیرا ہوکر بہتر طریقے سے دین کی خدمت کرسکیں:

۱۔خداوند متعال کا شکر ادا کرنا کہ اس نے اہل بیت علیہم السّلام کی ولایت کی نعمت سے نوازا ہے۔

۲۔اپنے والدین اور ان اساتیذ کے لئے دعا کرنا جنہوں نے آل رسول کی محبت اور ان کی پیروی کرنے کی تربیت دی۔

۳۔عزاداری میں باوضو شریک ہوں اس لئے کہ یہ پاک ہستیوں کا ذکر ہے اور اگر انسان

باوضو ہوکر اس ذکر کو سنے گا تو یقینا ثواب میں اضافے کا موجب بھی بنے گا۔

٤۔غم وحزن والی صورت بنانا کہ امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں جب محرم کا مہینہ آتا تو میرے بابا پرغم وحزن کی عجیب کیفیت طاری ہوتی اور پھر فرمایا: اے ابن شبیب! اگر چاہتے ہو کہ روز قیامت ہمارے ساتھ رہو تو ہمارے غم میں غمگین ہو [91]۔

٥۔سیاہ کپڑے پہننا اور امام بارگاہوں کو بھی سیاہ پوش کرنا جو غم اور آل محمد سے محبت کی علامت ہے۔

٦۔مجالس عزا کا برپا کرنا اور ان میں بڑھ چڑھ کر شرکت کرنا۔

جیسا کہ امام صادق علیہ السّلام نے فضیل سے فرمایا: اے فضیل! کیا مجالس برپا کرتے ہو اس لئے کہ میں ان مجالس کو پسند کرتا ہوں [92]۔

٧۔مجالس عزاداری میں دوسروں کے حقوق کی رعایت کرنا جیسا کہ خداوند متعال کا ارشاد بھی ہے:

((یاأیھا الّذین آمنوا اذا قیل لکم تفسّحوا فی المجالس فافسحوا))

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہیں مجلس میں وسعت کے لئے کہا جائے تو دوسروں کو جگہ دے دو۔

مسلمانوں میں ایک شوق یہ بھی تھا کہ ہر وقت بزم رسول میں حاضر رہو تا کہ اپنے تقرّب کا پروپیگنڈا کیا جاسکے اور اس طرح عدیم الفرصت مسلمانوں کو زحمت ہوتی تھی تو قدرت نے تنبیہ کی کہ اوّلا تو آنے والوں کو جگہ دو اور پھر جگہ کم ہو تو اٹھ جاؤ اور اسے برا نہ مانو اس لئے کہ

صاحبان علم و ایمان کو بہر حال برتری حاصل ہونی چاہئے اور انہیں محفل میں مناسب جگہ ملنی چاہئے، انہیں جاہلوں اور کم مرتبہ لوگوں کے برابر نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

عالم عالم ہوتا ہے اور جاہل جاہل، صرف محفل میں آ کر بیٹھ جانے سے جاہل عالم نہیں کہا جا سکتا اور محفل میں حاضر نہ رہ سکنے کی وجہ سے عالم جاہل کے مانند نہیں ہو سکتا۔ علم ایک کمال بشریت ہے جو اپنے حامل کو سرفراز اور سر بلند رکھتا ہے [93]۔ پس عزاداروں کو چاہئے کہ اگر کوئی اہل علم مجلس کے دوران آ جائے تو اسے مناسب جگہ دیں۔

۸۔ جب ذکر مصیبت کیا جائے تو گریہ کرنا تاکہ بخشش کا سبب بن سکے۔

۹۔ ایسی مجالس میں شرکت کرنا جہاں اہل علم و تقوٰی خطاب کر رہے ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا:

((یاعلی ! اذا أتی علی المؤمن أربعین صباحا ولم یجلس العلماء ،قسی قلبه وجرّ علی الکبائر .)) [94]

اے علی! جب کوئی مومن چالیس دن تک علماء سے دور رہے تو اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور تو گناہ کبیرہ کے انجام دینے میں اس کی جرأت بڑھ جاتی ہے۔

۱۰۔ اہل بیت علیہم السّلام کے دشمنوں سے اظہار نفرت کرنا۔

۱۱۔ ایّام عزاداری میں امام زمانہ عجّل اللہ فرجہ الشریف اور ایک دوسرے کو تسلیت عرض کرنا [95]۔

۱۲۔ ہر طرح کی فضول گفتگو اور غیر شرعی حرکات سے پرہیز کرنا۔

۱۳۔مجلس کے بعد خطیب سے جس بات کی سمجھ نہ آئے اس کے متعلق سوال کرنا۔

۱٤۔عزاداری کی راہ میں مشکلات ایجاد کرنے والے مسائل پر نگاہ رکھنا اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرنا۔

۱٥۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو امام حسین علیہ السّلام کی عزاداری کا اصلی مقصد ہے اگر مجلس میں گانوں کی طرز پر قصیدے پڑھے جائیں تو مؤمنین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ پڑھنے والے کو احترام کے ساتھ روک دیں اور اس شرعی وظیفہ کے انجام دینے میں کوتاہی نہ برتیں۔ورنہ بنی اسرائیل کی طرح اس ذمہ داری میں کوتاہی کی وجہ سے لعنت کے مستحق قرار پائیں گے[96]۔

۱٦۔علماء، ذاکرین، ماتمیوں اور بانیان مجالس کا احترام کرنا۔

۱۷۔روز عاشور کام کاج کی چھٹی کرنا۔امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں: جو شخص روز عاشور کام چھوڑ دے گا تو خداوند متعال اس کی دنیا و آخرت کی حاجات کو پورا کر دے گا[97]۔

عزاداروں کے نام پیغام

اے صف ماتم مظلوم بچھانے والو
یادگار ایک مسافر کی منانے والو

مجلس ذکر عزا میں مری آنے والو

اے شہادت پہ مری اشک بہانے والو

ذکر کرتے ہو زباں سے سحر و شام مرا
گوش دل سے سنتے نہیں پیغام مر

متغیر ہے بہت رنگ جہاں اب تو سنو
باغ اسلام ہے پامال خزان اب تو سنو

جاگ اٹھو، ترک کرو خواب گراں اب تو سنو
مٹ رہے ہیں مری منزل کے نشان اب تو سنو

کیسے ثابت ہو رلاتی ہے تمہیں یاد مری
دیکھتا یہ ہوں کہ سنتے نہیں فریاد میری

کیا یہ منشاء ہے کہ پھر خوں میں نہا کر آؤں
پھر اسی شان سے ہاتھوں پہ لئے سر آؤں

قصرِ جنّت سے ادھر با دلِ مضطر آؤں
کیا یہ مطلب ہے کہ پھر قبر سے باہر آؤں

جوش میں پھر نہ مرا جذبہ غیرت آئے
کہیں پہلے نہ قیامت سے قیامت آئے

اب نہ وہ دل ہیں نہ وہ گلشن اخلاص کی سیر
ہو گیا کیا کہ نہیں میری طرح طالب خیر

کیسے اپنے ہو کہ باطن میں نظر آتے ہو غیر
مجھ سے دعوائے محبت میری تعلیم سے بیر

دل میں جب جوش اطاعت کا بھرا ہوتا ہے
حق محبت کا اسی وقت ادا ہوتا ہے

کیا تمہیں آ کے اس خواب سے بیدار کروں؟
کیا کسی دشت کو پھر سے خون سے گلزار کروں

اپنے اکبر کو پھر آمادہ پیکار کروں
کیا پھر عباس کو لشکر کا علمدار کروں؟

مجھ سے مانوس ہو میری راہ سے بیزار ہو تم
پھر کسی خونی منظر کے طلبگار ہو تم

آج ہر بات پہ کیوں تفرقہ کرتے ہو تم
انجمن ساز ہو یا خانہ برانداز ہو تم

دل پہ ہوتا نہیں انوار حقائق کا ورود
کم ہے اعمال میں اخلاص وصداقت کا وجود

ذوق تحسیں ہے کہیں اور کہیں شوق نمود
حال یہ ہے تو رہے گی یہ عزا بھی بے سود

شہید کربلا کو سلام

بھولا نہ سانحہ ابھی عالم حسین کا
انسانیت کو آج بھی غم حسین ک

محسن تھا نہ کوئی ہمدم حسین کا
گردش میں قافلہ رہا پیہم حسین ک

ٹکرا گیا ہزاروں سے شیر خدا کا لال
اہل جہاں نے دیکھ لیا دم حسین ک

بیعت نہ کی کسی نے بھی سب ہو گئے شہید
ہر ایک آدمی تھا منظم حسین ک

رنج والم میں ڈوبی ہے کرب و بلا کی شام
ماتم کر رہی ہے صبح کو شبنم حسین ک

کوشش ہزاران کو جھکانے کی کی مگر
دشمن کے آگے سر خم نہ ہو حسین ک

نسل خلیل سے ہیں وہ سبط رسول ﷺ بھی
کوثر بھی حسین کا زمزم حسین ک

لہرا رہا ہے صبر و شجاعت کا آج بھی
کرب و بلا کے سینے پہ پرچم حسین کا

نام یزید لیتا ہے کون احترام سے
لیکن ہے نام اب بھی مکرّم حسین کا

یاد حسین دل میں ہے جمشید جلوہ گر
سینے میں اپنے رکھتے ہیں ہم غم حسین ک
(جمشید اقبال حنفی)

وصلى الله على الحسين وجدّه وأبيه وأمّه وأخيه والمعصومين من بنيه وغفر الله شيعته ومحبّيه ولعن الله قاتليه۔

حوالے

.نساء:۱٤۸.[1]

.سورہ شوریٰ:۲۳.[2]

.ماہنامہ اصلاح لکھنؤ شمارہ ۱:۱۱۳.[3]

.سیرۃ النبوۃ ٦:۷٥؛ مسند احمد ٦:۲۷٤.[4]

.تذکرۃ الخواص:۷.[5]

.الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۱:۱۲۳.[6]

.المستدرک ۱:۳٥۷؛ تاریخ المدینہ، ابن شبّہ ۱:۱۱۸.[7]

.العقد الفرید ۳:۱۹.[8]

.ذخائر العقبیٰ:٥٦.[9]

.السیرۃ الحلبیۃ ۲:۲٤۷.[10]

.الاستیعاب ۱:۳۷٤.[11]

.سنن نسائی ٤:۲۲.[12]

.المستدرک علی الصحیحین ۱:۲٦۱؛ السنن الکبریٰ ۳:٤۰۷.[13]

.المستدرک علی الصحیحین ۱:۳۸۱، مسند احمد ۲:٤٤٤.[14]

.سیر اعلام النبلاء ٤:۳٤؛ الکامل فی التاریخ ۳:۲۲۷.[15]

.سیرۃ النبوۃ ٦:۷٥؛ مسند احمد ٦:۲۷٤.[16]

.المصنف لابن ابی شیبہ ٣: ٤٥؛ مسند احمد ٦: ٢٧٤؛ السیرۃ النبویۃ ٦: ٧٥.المستدرک علی الصحیحین ٣: ٣٣٢؛[17]

.السیرۃ النّبویہ ٣: ١١١.[18]

.العقد الفرید ٤: ٢٨٣.[19]

.بحار الأنوار ٤٥: ٢٥٣؛ احقاق الحق ٣٣: ٧٥٩.[20]

.تاریخ طبری ٣: ٣٤١.[21]

.سیر اعلام النبلاء ١٥: ٤٨٠؛ تاریخ ابن عساکر ١٠: ٢٧٢.[22]

.سیر اعلام النبلاء ١٨: ٤٦٨؛ تاریخ بغداد ٩٣؛ وفیات الاعیان ٣: ١٤٩.[23]

.البدایۃ والنھایۃ ١٣: ٢٠٧.[24]

.تاریخ الخلفاء، سیوطی ١: ٢٤٥.[25]

[26].صحیح بخاری ١: ٢٢٣، کتاب الجنائز؛ صحیح مسلم ٣: ٤٤، کتاب الجنائز؛ جامع الاصول ١١: ٩٩؛ ح ٨٥٧؛ السیرۃ النبویۃ ٣: ٣١٠؛ سنن ابن ماجہ ١: ٥٠٦، ح ١٥٨٩.

.صحیح ترمذی، ح ١٠٠٢.[27]

.سورۃ فاطر: ١٨.[28]

.المجموع ٥: ٣٠٨؛ صحیح بخاری ١: ٤٣٢.[29]

.المجموع ٥: ٣٠٨.[30]

.بحار الانوار ٧٩: ١٠٩.[31]

[32] کنزالعمال ١٥:٧٣٢؛ المصنف لابن ابی شیبہ ٣:٢٦٥.

[33] سنن نسائی ٤:٩١؛ مسند احمد ٣:٣٣٣؛ المستدرک علی الصحیحین ١:٣٨١.

[34] تہذیب الکمال ١٦:٧٠.

[35] کنزالعمال ٥:٧٣١؛ المصنف عبدالرزاق ٣:٥٥٧ ح ٦٦٨٢.

[36] المستصفی ١:٢٦٠٤؛ دراسات فقهية في مسائل خلافية: ١٣٨.

[37] مسند احمد ٣:٣٢٣.

[38] المجموع، نووی ٥:٢٠٨.

[39] سوره فاطر: ١٨

[40] مسند احمد ١:٤١؛ جامع الأصول ١١:٩٩.

[41] شرح صحیح مسلم، نووی ٥:٣٠٨.

[42] مسند احمد ١:٤٢؛ جامع الأصول ١١:٩٣، ح ٨٥٦٣.

[43] بحار الأنوار ٤٥:٢٠٨.

[44] سوره بقره: ٣٧.

[45] بحار الأنوار ٤٤:٢٤٥؛ عوالم العلوم ١٧:١٠٤.

[46] بحار الأنوار ٤٤:٢٤٢؛ عوالم العلوم ١٧:١٠١.

[47] عوالم العلوم ١٧:٢٩؛ بحار الأنوار ٤٤:٢٤٣.

[48] بحار الأنوار ٤٤:٢٢٦.

.الخصائص الحسینیة:۱۷۸.[49]

.بحارالأنوار ٤٤:٣٠٨.[50]

.مجمع البحرین ٣:٤٠٥؛ مستدرک الوسائل ١٠:٣١٨.[51]

.بحارالأنوار ٣:٣٠١؛ تفسیر قمی ٢:٣٨.[52]

.تذکرة الشّہداء: ٣٣.[53]

.بحارالأنوار ٤٤:٢٥٢؛ امالی صدوق: ٤٧٨ و ٤٨٠.[54]

.بحارالأنوار ٤٤:٢٢٣.[55]

.معالی السبطین ١:١٧٦؛ بحارالأنوار ٤٤:٢٥٣.[56]

.بحارالأنوار ١٨:١٢٥.[57]

.بحارالأنوار ٣٦:٣٤٩.[58]

.البکاء للحسین: ٣٩٥.[59]

.حیات القلوب ١:١٨٥.[60]

.بحارالأنوار ٤٤:٢٧٨؛ تفسیر قمی ٢:٢٦٦.[61]

.العبقری الحسان ١:١٩٩.[62]

.امالی شیخ مفید: ٣٣٨؛ بحارالانوار ٤٤:٣٥١.[63]

.امالی صدوق: ١٣١؛ عیون اخبار الرّضا ٢:٢٦٤؛ بحارالانوار ٤٤:٢٧٨.[64]

.قرب الاسناد: ٣٦؛ بحارالأنوار ٤٧:٣٥١.[65]

[66] امالی شیخ مفید:۱۷۵؛ جامع الأخبار:۹۶.

[67] کامل الزیارات:۱۰۸؛ بحار الأنوار ۴۴:۲۸۰.

[68] کامل الزیارات:۱۰۸؛ بحار الأنوار ۴۴:۲۸۰.

[69] وسائل الشیعہ ۱۴:۵۰۱؛ تفسیر قمی ۲:۲۶۷.

[70] بحار الأنوار ۴۴:۲۹۲.

[71] خصال صدوق ۲:۶۲۶؛ عوالم العلوم ۱۷:۵۲۵.

[72] سورہ آل عمران:۳۸.

[73] سورہ نساء:۷۳.

[74] امالی صدوق:۱۹۲؛ عیون اخبار الرضا ۱:۲۹۹؛ بحار الأنوار ۴۴:۲۸۵.

[75] البکاء للحسین:۳۹۱

[76] کامل الزیارات:۸۰؛ بحار الأنوار ۴۵:۲۰۶.

[77] بحار الأنوار ۴۴:۲۹۲.

[78] اقبال الأعمال:۴۸۷؛ تہذیب الأحکام ۶:۳۵.

[79] الفصول المہمۃ:۴۲.

[80] بحار الأنوار ۶۵:۳۳۷؛ مستدرک الوسائل ۱۲:۹۴.

[81] المواعظ العددیۃ:۲۵۸.

[82] تحف العقول:۲۹۶؛ بحار الأنوار ۷۸:۱۷۶.

.مواعظ العددیة ۲۵۸.[83]

.اصول کافی ۲:٤۹۷؛ بحارالأنوار ۱۳:۳٤۲.[84]

.بحارالأنوار ۱٤:۳۲٤.[85]

.بحارالأنوار ۱۰۳:۲۲٦؛ مستدرک الوسائل ۱۷:۳۵۲.[86]

.ارشاد القلوب: ۱۸.[87]

.تحف العقول: ۱۹۹.[88]

.اصول کافی ۲:۲٦۸.[89]

.داستانهای شگفت انگیزی از عزاداری امام حسین: ۲۲۰.[90]

.امالی صدوق، مجلس ۲۷[91]

.وسائل الشیعہ ۱٤:۵۰۱.[92]

.حاشیہ قرآن مجید، ذیشان حیدر جوادی: ۱۱۱۹[93]

.البکاء للحسین: ۱۳٤.[94]

.وسائل الشیعة ۱٤:۵۰۹.[95]

.سورہ مائدہ: ۷۸و۷۹.[96]

.امالی صدوق، مجلس ۲۷.[97]